بیاد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

مسلسل اشاعت کے سال سینتالیس

ماہنامہ الحق

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

564
شوال ۱۴۳۳ھ
اگست 2012

مدیر مسئول مولانا سمیع الحق

اپیل

قربانی کی کھالوں کا بہترین مصرف
جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اپیل

صدقہ جاریہ میں شامل ہو کر تا قیامت ثواب دارین حاصل کریں

جامعہ میں زیر تعلیم تین ہزار طلباء کی دینی تعلیم و تربیت میں حصہ لینے کیلئے چرمہائے قربانی یا انکی قیمت، صدقات و عطیات وغیرہ سے تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ ان مہمانانِ رسول ﷺ کے سالانہ لازمی اخراجات کا تخمینہ دو کروڑ روپے سے زیادہ ہے جو اہل خیر حضرات کے عطیات، صدقات اور زکوٰۃ و تعاون سے پورا ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ آپ کی یہ خدمت اور نصرت آپ کیلئے صدقہ جاریہ بنے گی جو قیامت تک علم دین کی شکل میں جاری و ساری رہے گی۔

فون نمبر: 0333 9006637 - 0333 5196486 -- (0923) 630435-630341-630560

فیکس نمبر: (0923) 630922 **ای میل ایڈریس**: editor_alhaq@yahoo.com

اکاؤنٹ نمبر: یونائیٹڈ بینک اکوڑہ خٹک 100-0001-7 (کوڈ 0288) **منتظم اعلیٰ**: جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

جامع مسجد شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی تعمیر

قال اللہ جل جلالہ: انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ والیوم الآخر (سورۃ توبہ ۱۸)
ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو آباد کرنا ان ہی لوگوں کا کام ہے جو اللہ تعالیٰ پر قیامت کے دن پر ایمان لائے۔

عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال احب البلاد الی اللہ تعالیٰ مساجدھا وابغض البلاد الی اللہ اسواقھا
حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کو سب جگہوں میں سب سے زیادہ محبوب مساجد ہیں اور سب سے زیادہ ناپسند جگہیں بازار ہیں (مسلم)

قارئین کرام! جامعہ دارالعلوم حقانیہ جو بحمد اللہ ایشیاء کی سب سے بڑی اسلامی یونیورسٹی ہے، ہزاروں طلباء اور دیگر نمازیوں کیلئے پہلے سے موجود مسجد کا دامن ناکافی ہونے کی وجہ سے عرصہ سے حقانیہ کے شایان اور ہزاروں مسلمانوں کو اس اہم عبادت کی ادائیگی کے لئے وسیع و عریض اللہ کے گھر کی تعمیر شدت سے محسوس کی جا رہی تھی۔ انجینئرز حضرات نے مجوزہ مقام کی جگہ وغیرہ کے سروے کے بعد ایک عظیم الشان نقشہ ماڈل کی صورت میں پیش کر دیا ہے جسکے مزید جزئیات تکمیل کے آخری مراحل میں ہیں۔ حضورؐ کے ارشاد کہ جس نے مسجد بنانے میں حصہ لیا اس نے اپنے لئے جنت میں اپنے لئے گھر مختص کرایا۔ تعمیری افتتاح عنقریب انشاء اللہ ہوگا۔ آپ بھی آیت کریمہ کے مطابق جو لوگ مسجد کی تعمیر میں حصہ لیں گے ان کا خاتمہ ایمان سے ہوگا میں شامل ہونے اور جنت میں اپنے لئے گھر الاٹ کرنے والوں کی فہرست میں نام درج کرنے کیلئے ''مسجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ'' کے تعمیر میں ابھی سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

انتظامیہ: **جامع مسجد حضرت مولانا عبدالحقؒ** جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ نوشہرہ برانچ کوڈ (0120) مسجد اکاؤنٹ نمبر: 3710187-4

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلیٰ اٰلِهٖ وَسَلِّم تَسلِیمًا

اے بی سی آڈٹ

ماہنامہ

الحق

اکوڑہ خٹک

جلد نمبر ۔۔۔۔۔۔ 47
شمارہ نمبر ۔۔۔۔۔ 11
شوال ۔۔۔۔۔۔ ۱۴۳۳ھ
اگست ۔۔۔۔۔ ۲۰۱۲ء

مدیر اعلیٰ	نگران	مدیر
حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ	حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ	حافظ راشد الحق سمیع حقانی

ناظم شفیق الدین فاروقی

اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز: امریکہ کی اسلام اور محسن انسانیت ﷺ کے خلاف دہشت گردی

وفیات: دار العلوم کے ایک مجذوب کے احوال وجدائی۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد السلام کی رحلت۔
ایک بزرگ اور صوفی مولانا فضل سبحان کی وفات .... مولانا راشد الحق سمیع ۲

- دفاع پاکستان کونسل کی اہمیت اور ہماری ذمہ داریاں .... سہیل عباس ۸
- فواحش ومنکرات کے اسباب اور تدارک .... حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب ۱۶
- سیرت پیغمبر اسلام ﷺ اور کسب معاش .... پروفیسر ڈاکٹر اعجاز فاروق اکرم ۲۳
- عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات ...... مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی ۲۵
- ''گاڈ پارٹیکل'' یا خدائی تخلیق کا شاہکار؟ .... مولانا انیس الرحمن ندوی ۳۴
- امام غزالی اور فلسفہ تصوف .... ڈاکٹر شائستہ پروین ۴۰
- مصر کے مرد آہن صدر ڈاکٹر محمد مرسی کا تعارف .... جناب محمد ظہیر الدین بھٹی ۵۱
- جنگ کا داعی امن کا مبلغ کیسے ہوسکتا ہے؟ .... جناب ریحان اختر ۵۵
- اُردو ادب کی ترویج میں ماہنامہ ''الحق'' کی خدمات .... جناب محمد عدنان زیب ۵۸
- دار العلوم کے شب و روز .... جناب شفیق الدین فاروقی ۶۱
- تعارف تبصرہ کتب .... ادارہ ۶۳

ماہنامہ الحق دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔ فون نمبر (0923) 630435
فیکس نمبر Fax(0923)630922
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com
فیس بک ایڈریس Facebook\Alhaq Akora Khattak
ویب سائٹ : www.jamiahaqqania.edu.pk
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/25 روپے سالانہ -/250 بیرون ملک 25$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک منظور عام پریس پشاور
کمپوزنگ: بابر حنیف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نقش آغاز

مولانا راشد الحق سمیع

امریکہ کی اسلام اور محسنِ انسانیت ﷺ کے خلاف دہشت گردی

محمد عربی کہ آبروئے ہر دوسرا است — کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

دین اسلام کے آفاقی پیغام اور اس کے رہبر و ہادی اعظم پیغمبر انسانیت فخر دو جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف یہود و نصاریٰ کی نفرت و تعصب کا لاوا ان کے تنگ و تاریک کفر و ظلمات سے لتھڑے سینوں میں صدیوں سے بہتا چلا آرہا ہے۔ دراصل دنیا بھر میں اسلام کی اشاعت، دعوت و تبلیغ اور مسلمانوں کی بڑھتی تعداد اور دن بدن مغرب اور امریکہ میں محمد عربی ﷺ کی جلائی ہوئی مشعل کی تنویریں پھیلتی چلی جارہی ہیں، اسی لئے وقتاً فوقتاً مغرب و امریکہ کی دیسی کڑاہی میں اُبال کا آنا فطری بات ہے۔ یہ عقل کے اندھے سمجھتے ہیں کہ شانِ رسالت ﷺ میں گستاخانہ فلم ''انوسنس آف مسلمز'' (Innocence of Muslims) اور توہین آمیز خاکے بنا کر مسلمانوں کے دلوں میں اپنے پیارے آقا ﷺ کی عظمت کو کم کرلیں گے اور مسلمانوں کے تنِ سوختہ میں بچی کچھی ایمان کی رمق اور عشق نبی ﷺ کی عظمت کا نقش ماند کرلیں گے تو یہ ان بدبختوں کی بڑی بھول ہے۔ مسلمان چاہے جتنا بھی کمزور و گناہگار اللہ اور اس کے دین سے دور ہو جائے لیکن ذات نبی ﷺ پر اس کا ایمان و یقین کبھی متزلزل نہیں ہوسکتا، کیونکہ اس کے تنِ مردہ میں ایمان کے جھونکے اور بہاریں نخلستان مدینہ کے باعث ہی ہیں۔ آج کا مسلمان جو ایک ٹوٹا ہوا سوختہ انجم ہے لیکن عشق نبی کی حرارت کی وجہ سے یہ ہمیشہ آپ ﷺ کی عظمت و کردار پر آنچ آنے کے باعث وقت آنے پر مہ کامل کے سانچوں میں بھی ڈھل جاتا ہے۔ غازی علم الدین شہیدؒ انجینئر عامر چیمہ شہیدؒ اور غازی ممتاز قادری جیسے پروانے ہمہ وقت جل مرنے کیلئے تیار ہوتے ہیں۔

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی عزت پر — خدا شاہد کہ کامل مرا ایماں ہو نہیں سکتا

کیونکہ آپ کی ہستی اتنی قد آور اور دراز ہے کہ ایسی سفلی کوششوں اور منفی ہتھکنڈوں سے اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑا جاسکتا خود قرآن آپکی عظمت و بلندی کا ذکر ورفعنا لك ذكرك کی صورت میں فرماتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ کی شانِ رسالتؐ میں توہین، ہرزہ سرائی اور مختلف طریقوں سے بے حرمتی کا ارتکاب بجز اپنے منہ کو کالا و رسوا کرنے کے اور کچھ بھی نہیں ہے پھر چودھویں کے چاند پر کتوں کا بھونکنا اپنے گلے پھاڑنے کے مترادف ہوتا ہے اور آسمان پر تھوکنا اپنا منہ گندہ کرنے والی کوشش ہوتی ہے۔ سو یورپ و امریکہ گزشتہ کئی سالوں سے مسلسل وقتاً فوقتاً اپنے خبث باطن اور زہریلے افکار و نظریات کی نیلامی کرتے رہتے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے تو یہ کوششیں اپنے نبیؐ اور اپنے مذہب کے ساتھ مزید جڑنے اور گہری وابستگی کے باعث بن رہی ہیں۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اب دنیا کی دیگر اقوام کو فیصلہ کرنا پڑے گا کہ اصل

دہشت گردی کون کر رہا ہے؟ اور کیوں دنیا کے سب سے بڑے مذہب کی توہین بار بار کی جارہی ہے؟ اگر خدانخواستہ اس قسم کی مذموم کوششیں اسلام اور مسلمانوں کی جانب سے ہوتیں تو مغرب کیا سے کیا نہ کر بیٹھتا۔ لیکن چونکہ مسلمانوں کے حکمران وسیاسی قیادت اسلام کی حقیقی غیرت وحمیت سے محروم ہیں اسی لئے یہود ونصاریٰ کو بار بار یہ ناپاک جسارت کرنے کا حوصلہ مل رہا ہے۔ اسی طرح امریکہ اور مغرب ڈرامے کے طور پر مکالمہ بین المذاہب کا پرچار بھی کرتا رہتا ہے لیکن اصل میں یہ تصادم بین المذاہب کا علمبردار ہے۔ کیا اس قسم کی گھٹیا حرکات سے دنیا میں برداشت اور امن کو فروغ مل سکتا ہے؟ یا دنیا بھر میں مزید انتشار اور عدم برداشت کے جذبوں کو ابھارا جارہا ہے؟ کیا اس سے تہذیبوں کے تصادم کا اندیشہ یقین میں نہیں بدلے گا؟ پہلے ہی امریکہ اور نیٹو نے فوجی مسلح جارحیت کے ذریعے تین مسلم ممالک کا ستیاناس کر دیا ہے۔ اب نظریاتی اور عقائد کے محاذ پر بھی کافی عرصے سے حملے ہو رہے ہیں۔ ناروے، ڈنمارک اور دیگر یورپی ممالک میں شرمناک کارٹونوں و خاکوں اور گھٹیا تحریریں ومضامین کی بار بار اشاعت جلتی پہ تیل کا کام کررہی ہے۔ امریکہ جو اپنے آپ کو دنیا کا مہذب اور انسانی حقوق کا علمبردار ملک سمجھتا ہے لیکن نائن الیون کے بعد اس نے اسلام کے بخیے اُدھیڑنے میں کوئی کسر روا نہیں رکھی۔ ابوغریب جیل، گوانتاناموبے جیل اور بگرام ایئربیس پر مسلم قیدیوں پر جو مظالم ڈھائے گئے ہیں اس کی نظیر ماضی کے جنگی جرائم میں نہیں ملتی۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کی لاشوں پر پیشاب کرنا، ان کی بے حرمتی کرنا، قرآن کے نسخوں کو جلانا، غسل خانوں میں اس کے مقدس اوراق ڈالنا، بے گناہ خاتون عافیہ صدیقی کی بے حرمتی اور اَسی سال کی سزا دینا اور امریکہ میں اسلام اور قرآن کی بار بار بے حرمتی آزادی اظہار رائے کے طور پر کرنا اور اس پر لاتعلق رہنا امریکہ کا اصل تاریک چہرہ اور گھناؤنا کردار ہے۔

امریکی شیطان صفت، بدبودار ملعون ٹیری جونز پادری جو اس سے قبل قرآن مجید کی بے حرمتی کا ارتکاب کھلم کھلا کر چکا ہے اب اس نے خبیث یہودی ڈائریکٹر سام بیائسل کے ہمراہ دوبارہ گھناؤنی حرکت کی ہے۔ اور اسکو متعصب یہودیوں اور عیسائیوں نے پچاس لاکھ ڈالر کا چندہ دے کر یہ آگ سلگائی ہے۔ جس کے دھویں سے خود امریکہ ومغرب کے چہرے مزید سیاہ ہوگئے ہیں جبکہ مسلمانوں کے عقائد ونظریات پر پڑی سستی اور غفلت کی دُھول اس سے صاف ہوگئی ہے۔

آج عالم اسلام کی ساری قیادت سے خدا اور رسول کا واسطہ ہے کہ وہ کم سے کم رسول اللہ ﷺ کی ذات و ناموس کی خاطر تو اس اہم ایشو پر یکجا ہو کر اقوام متحدہ کے پلیٹ فارم سے مقدس مذہبی شخصیات انبیاء علیہم السلام کی توہین واہانت رُکوانے کے سلسلے میں عالمی فورم پر قانون سازی کرے اور نام نہاد ''آزادی اظہار رائے'' کے قانون کا از سر نو جائزہ لیا جائے اور اس کے حدود مقرر کئے جائیں۔ اور اس طرح مذاہب اور اس کے روحانی پیشواؤں کے تحفظ اور ناموس کے لئے بھی الگ سے قواعد وضوابط بنائے جائیں۔ جس طرح کے برطانیہ میں کوئین (Queen) کی عزت وتکریم کے لئے الگ سے قوانین موجود ہیں، اسی طرح یہودیوں کی ''مظلومیت'' کو ظاہر کرنے کیلئے ''ہولوکاسٹ'' کا

قانون موجود ہے۔ پھر اسی امریکہ میں کالی رنگت والے امریکنز کے لئے بھی خاص قوانین موجود ہے' ان تمام کے بارے میں آپ اظہار رائے کا اظہار کھل کر نہیں کر سکتے۔ امریکہ کا یہی دوہرا معیار مسلمانوں کیلئے باعث تکلیف ہے۔ عالم اسلام کی قیادت کو بھی اس حساس موضوع پر اپنے روایتی بے حسی و بزدلی کا رویہ ترک کر دینا چاہیے۔ آخر صبح قیامت اپنے نبی ﷺ کا سامنا یہ امت اور اس کی بے شرم قیادت کس منہ سے کرے گی؟ اگر یہ سلسلہ نہ روکا گیا تو دن بدن مغرب اپنے خبث باطن کا اظہار کرتا رہے گا۔ اور جس کے ردعمل کے طور پر امن وامان کی عالمی صورتحال مزید ابتر ہوتی چلی جائے گی___ عالم اسلام میں اس فلم کے خلاف جس قسم کا فوری ردعمل سامنے آیا ہے وہ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ مسلمانوں کی کشتِ ویراں میں ابھی عشق رسول کا جذبہ سرسبز وشاداب اور تن مردہ میں نمی باقی ہے۔

نہیں ہے نا امید اقبال اپنی کشتِ ویراں سے ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِی الاُمِّیِ وَ عَلیٰ اٰلِهٖ وَ سَلِّم تَسلِیمَا

وفیات:

دار العلوم کے ایک مجذوب کے احوال وجدائی

آج کے تعزیتی صفحات میں دار العلوم کے ایک درویش خدامست اور ایک مجذوب انسان کا کچھ ذکرِ خیر بھی اپنی عاقبت سنوارنے کے لئے ضروری سمجھتا ہوں گو کہ مرحوم کا شمار نہ مشاہیر کے سلسلے میں آتا ہے نہ سیاسی زعماء اور نہ نامور عقل ودانش کے پیکروں میں بلکہ اس کا تعلق تو دنیا ومافیہا کی ہر چیز سے بیگانوں کے زمرے میں آتا ہے۔ زندگی میں تو یہ دنیا بھر کی نگاہوں سے اوجھل رہے اور اس کی رنگینیوں' ہنگاموں' زمزموں' بازاروں اور میلوں سے عمر بھر کنارہ کش رہے۔ اور اس کی نگاہ فقر میں اس ساری کائنات کی قیمت ایک کفِ جو سے زیادہ نہ تھی۔ اکثر اہل دنیا جان بشر کو ایک دیوانہ سمجھتی تھی حالانکہ خود اہل عقل وخرد اور طعنہ دینے والے اور اس فانی دنیا کے حصول کیلئے اپنی آخرت بیچنے والے اصل دیوانے اور مجنوں ہیں۔

آپ دار العلوم حقانیہ میں گزشتہ ۳۵ برس سے اپنے بڑے بھائی کے ہمراہ گمنامی اور خاک نشینی کی زندگی بسر کررہے تھے۔ آپ ظاہرا عقل وخرد کی منزل سے دور تھے لیکن محبوب حقیقی کے قرب ورضا کی منزل کی خاطر آپ مجذوبیت اور دیوانگی کا روپ دھار کر عصرِ حاضر کے ہزاروں فرزانوں سے زیادہ زیرک اور دانا تھے۔ یہ دونوں بھائی اپنی مخصوص فقیرانہ اور درویشانہ وضع قطع اور دنیا سے مکمل لاتعلقی اور فنا فی اللہ کی اس زمین پر زندہ جاوید مثال ہیں۔

ہم نے اسلام کے خیر قرون کے اولین عابدوں' زاہدوں اور صوفیاء کی جتنی کہانیاں اور واقعات تاریخ کے اوراق میں پڑھے ہیں' ان سب کرداروں کی کچھ نہ کچھ مشابہت اور جھلک اِن دونوں بزرگوں کی زندگیوں' شخصیات اور وضع قطع میں ہمیں دیکھنے کو ملیں۔ کافی عرصے تک تو دار العلوم کے طلباء انہیں پُراسرار قوتوں کے حامل بزرگ اور قبیلہ جنات میں سے سمجھتے تھے اور کسی کی قیافہ شناسی یہ حاشیہ چڑھا رہی تھی کہ ان کی چال ڈھال' بزرگی اور صوفیت وفنائیت کے جذبے کو دیکھ

کران میں مشہور روحانی بزرگوں حضرت حسن بصریؒ حضرت بشر حافیؒ اور حضرت جنید بغدادیؒ کے جلوے نظر آتے تھے اور کچھ خوش فہم لوگوں کا تو یہ خیال تھا کہ شاید ''اصحاب کہف'' کے قافلے سے یہ افراد دارالعلوم میں دم بھر کے لئے ٹھہر گئے ہیں۔ بہر حال یہ حقیقت ہے کہ راقم نے اپنی ساری زندگی میں اس قسم کے گوہر نایاب اور قیمتی انسان دنیا بھر میں نہ دیکھے اور نہ سُنے۔ ان کی بزرگی اور بے مثال تقویٰ کو دیکھ کر ہمارے مدینہ منورہ کے ایک ساتھی مولانا صفی اللہ نے شیخ اسامہ بن لادن شہید کے بڑے بھائی جن کو اہل اللہ اور مجذوب بزرگوں کو اپنے ہاں ٹھہرانے کا خداوند نے خصوصی ذوق عطا فرمایا ہے' سے ان کا غائبانہ تذکرہ کرنے کی اجازت مانگی کہ اگر میں انہیں بزرگوں کا احوال بتادوں تو وہ دوسرے دن ہی اکوڑہ پہنچ کر انہیں اپنے ہمراہ لے جائیں گے لیکن راقم نے ایسا کرنے سے منع کر دیا کیونکہ حقانیہ والے بھی اتنے ناداں نہیں تھے کہ اِن جیسے حقیقی فرزانوں اور برکت کے خزانوں کو دارالعلوم سے جانے دیتے۔ یہ دونوں بزرگ دائمی مسافر طالب علم بھائی دارالعلوم پڑھنے آئے' حضرت مولانا قدس سرہ نے ان میں خیر و برکت کے مستور جواہر کو بھانپ لیا اور داخلہ وغیرہ کے رسمی ضوابط کو نظرانداز کر کے نہ صرف داخلہ دے دیا بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ٹھہرنے کی اجازت دی' انہوں نے بھی قدیم دارالحدیث میں جہاں حضرتؒ پڑھاتے تھے' کے دروازے کے ساتھ کونے میں ڈیرے ڈال کر حضرت کی کفش برداری کو ذریعہ نجات سمجھ لیا' سالہا سال اسی گوشے میں سکونت اختیار کئے رکھی پھر بعد میں ایک الگ سی کوٹھری نما کمرے میں زندگی کے بچے کھچے فانی ایام گزارے۔ حضرت شیخؒ خود بھی قلندرانہ اوصاف اور نگاہ رکھتے تھے' اسی لئے انہوں نے بڑی محبت کیساتھ دونوں بزرگوں کو دارالعلوم میں ٹھہرنے کا موقع دیا اور دارالعلوم کے عملے سے ان کی خصوصی دیکھ بھال کیلئے فرمایا ع قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید

ان دونوں بزرگ بھائیوں نے صوبہ سرحد کے مختلف مدارس میں بچپن ہی سے طلب علم کی خاطر تیس پینتیس برس بتائے۔ پھر آخر میں دارالعلوم حقانیہ میں مزید تشنگی بجھانے کیلئے تشریف لائے تو یہاں کی علمی و روحانی فضا اور مشائخ وعلماء کے جھرمٹ کو دیکھ کر عمر بھر اسی کوچہ کے باسی ہو گئے۔ ع کہ پاؤں توڑ کر بیٹھے ہیں پائے بند تیرے

دونوں بھائی فراغت ہونے کے باوجود موقوف علیہ اور دورہ حدیث کے درسوں میں پابندی کے ساتھ شریک رہتے۔ درسگاہ' اسباق کے علاوہ مسجد ان کی ساری کائنات تھی۔ طلباء سے اور کسی بھی مدرسے کے فرد یا مہمان سے گفتگو کرنے کا فن انہیں کبھی نہ آیا۔ زندگی بھر دُنیا اور اس کے ہنگاموں سے مکمل لاتعلق و بیگانے رہے۔ روپے پیسے سے انہیں اتنی شدید نفرت رہی کہ گویا ان کے ہاتھ پہ سکے نہیں بلکہ انگارے رکھے جا رہے ہیں۔ ہر وقت ایک عجیب حال میں یہ دونوں بھائی مستِ الست اور مغلوب الحال رہے۔ مرحوم جان بشر جو عمر میں بڑے بھائی خیر البشر (جن کا اصل نام سلطان روم ہے بعد میں شعور کے بعد انہوں نے سلطان روم سے اپنا نام اپنی کسرِ نفسی اور بھائی کی محبت کی بناء پر خیر البشر رکھ لیا تھا) سے چھوٹے تھے۔ آخری برسوں میں دارالعلوم کے درختوں' کیاریوں میں ہر وقت زمین پر کچھ نہ کچھ تلاش کرتے تھے۔ بظاہر دیوانے تھے لیکن کبھی کبھی ایسی بات کہہ جاتے کہ آپ اس دور کے بہلول دانا لگتے تھے۔ گزشتہ

ایک ماہ سے آپ شدید بیمار ہوگئے علاج معالجہ سے ہمیشہ کی طرح انکاری تھے۔ لیکن بہر حال منت سماجت کے بعد انہیں پشاور کے ایک سپشلسٹ کے پاس لے جایا گیا تو جان بشر اور دوسرے بھائی سے جب ہم نے دریافت کیا کہ کتنے عرصے بعد پشاور دیکھا ہے تو انہوں نے بتایا کہ تیس برس کے بعد اکوڑہ خٹک کے گاؤں سے باہر قدم رکھ رہے ہیں۔ بہرحال علاج شروع ہوا لیکن کافی دیر ہو چکی تھی اور رمضان کی مقدس ستائیسویں شب کو اس دائمی مسافر اور اپنے رب کی تلاش میں نکلے ہوئے اس برگزیدہ بے چین روح کے مسافر کی منزل آ پہنچی۔ اور اس نے جان جان آفریں سپرد کردی۔ رات ہی میں یہ خبر دارالعلوم اور اسکے متعلقین میں موبائل میسجز کے ذریعے پھیل گئی۔ ان کے جسدِ خاکی کو اِن کے کمرے سے باہر دارالعلوم کے صحن میں رکھ دیا گیا' عجیب کسمپرسی کا عالم تھا نہ ان کا کوئی رشتہ دار تھا اور نہ کوئی سوگوار۔ بڑے بھائی بیماری اور ضعف کے باعث خود بے ہوش تھے۔ بڑی مشکلوں سے میں نے انہیں یہ تکلیف دہ خبر سنائی۔ انا اللہ اور اذا جاء اجل لھم پڑھنے کے بعد ہوش میں آ گئے اور بے ساختگی کے ساتھ مجھے کہا کہ میں نے تو یہ تمنا کی تھی کہ ہم دونوں مسافر بھائی ایک ہی قبر میں دفن ہوں گے کہ ہمارا فراق نہ آئے اور آپ دارالعلوم والوں کو دوہری مشقت نہ ہو۔ حضرت مہتمم صاحب مدظلہ بھی سفر عمرہ پر حرمین میں تھے' دارالعلوم تعطیلات کی وجہ سے ایک گونہ خالی تھا۔ بہرحال جس کا کوئی نہیں ہوتا اس کا خدا ہوتا ہے کے مصداق انہیں دارالعلوم کے وسیع صحن میں روایتی چادروں کے بجائے احرام کا کفن میسر ہوا' آب زمزم بھی کافی مقدار سے جسم وقبر پر ڈالا گیا اور صوبہ بھر سے ہزاروں علماء' مہتممین' مشائخ اور علاقہ کے نامور شخصیات نے سعادت سمجھ کر اس بزرگ کے جنازے میں کثیر تعداد میں شرکت کی' جنازہ کے بعد انہیں ریل کی پٹری اور جی ٹی روڈ سے پار دارالعلوم کے بالمقابل دارالعلوم کے لئے حاصل کردہ نئے قبرستان میں دفنایا گیا۔ اس طرح انہیں اس قبرستان حقانی کے پہلے مہمان بننے کا شرف حاصل ہوا۔ ہم لوگ دارالعلوم میں تعطیلات اور روزے اور گرمی کی شدت کے باوجود اس ہجوم و کثرت اور آسمان پر یکایک گھرے بادلوں کے سائباں دیکھ کر حیران رہ گئے اِدھر ہاتفِ غیبی سے یہ شعر بار بار ساعتوں میں تکرار رہا تھا کہ ع عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

آج دارالعلوم کے طلباء' در و دیوار اور پھول اشجار اپنے ''مجنوں'' ومجذوب کی جدائی پر فریاد کناں ہیں۔

ع مجنوں جو مر گیا ہے تو جنگل اُداس ہے

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالسلامؒ کی رحلت

علاقہ چھچھ جو اپنی مردم خیزی میں کسی وقت سمرقند و بخارا کا منظر پیش کیا کرتا تھا' وقت کے بڑے بڑے محدثین' علماء' فقہاء اس باکمال سرزمین سے پیدا ہوئے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالسلامؒ بھی اسی علاقے کی ایک بہت بڑی علمی دینی وروحانی شخصیت تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں خصوصی صفات سے نوازا تھا۔ عمر بھر قال اللہ قال الرسول سے وابستہ رہے اور ساتھ ساتھ ایک عظیم علمی مرکز مدرسہ اشاعت القرآن حضرو کی خدمت بھی کرتے رہے۔ فلاحی کاموں میں بھی آپ

ہمیشہ پیش پیش رہتے۔ طبیعت میں اللہ تعالیٰ نے تواضع اور انکساری کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ سرخ وسفید تازہ چہرہ اس حدیث پاک کی تفسیر کا مصداق تھا۔ نضر الله امرأ سمع مقالتی الخ دارالعلوم اشاعت القرآن حضرو آپ کی عمر بھر کاوشوں کا مسکن ومرکز رہا۔ اس کے علاوہ علاقہ بھر میں قرآن کی اشاعت اور عقائد کی درستگی آپ کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ دارالعلوم حقانیہ، حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے ساتھ عمر بھر گہرا دینی اور جماعتی ربط وتعلق قائم رکھا۔ ۲۶ ررمضان المبارک کو ختم قرآن کے موقع پر تقریر ودعا کرنے کے بعد اچانک دل کا شدید دورہ جان لیوا ثابت ہوا۔ رمضان المبارک جیسے مقدس مہینے اور آخری عشرے میں آپ خلدِ بریں کے سفر پر رب ذوالجلال کی ملاقات کیلئے شاداں شاداں روانہ ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مہتمم مولانا سمیع الحق صاحب ان دنوں سفر عمرہ میں تھے۔ گڑھی افغانان میں نائب مہتمم مولانا انوار الحق مدظلہ، راقم السطور، مولانا سید یوسف شاہ صاحب نے دارالعلوم کی طرف سے ان کی نماز جنازہ میں نمائندگی کی۔ جنازہ کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا انوار الحق نے حضرت مرحوم کے علمی خدمات، عظمت اور علماء کے مقام وفضیلت پر تفصیلی بیان کیا۔ رب کائنات حضرت رحمہ اللہ کو جنت الفردوس کے اعلیٰ خدمات پر فائز فرما کر ان کے انوار وبرکات انکے قائم کردہ ادارہ، اولاد، بھائیوں، شاگردوں، معتقدین اعزہ واقارب پر تاقیامت قائم ودائم رکھے۔

ایک بزرگ اور صوفی مولانا فضل سبحان کی وفات

دارالعلوم حقانیہ کے قدیم ترین فاضل اور حضرت مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ کے خالہ زاد بیٹے حضرت مولانا فضل سبحان صاحب بھی ۱۴ رستمبر ۲۰۱۲ء بروز جمعۃ المبارک اس جہان فانی سے جہان باقی رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون
مولانا فضل سبحان صاحب ایک عجیب مرنجان مرنج شخصیت تھے۔ دارالعلوم اور احباب کی اکثر مجلسوں کی رونق آپ کی آمد سے پرکیف ہوجاتی۔ چھوٹوں کیساتھ چھوٹے اور بڑوں کیساتھ بڑے بن جاتے۔ خود شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کے ساتھ بھی آپ بڑے بے تکلفانہ گفتگو کیا کرتے تھے۔ اور حضرت شیخؒ آپ کی باتوں اور نکات پر زیرلب تبسم فرمایا کرتے تھے۔ پھر بات بات پر نکتے پیدا کرنا آپکی ایک دلچسپ صفت تھی لیکن تقویٰ اور پارسائی میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ اکوڑہ خٹک میں تقریباً پچاس برس تک قیام رہا۔ دارالعلوم سے فراغت کے بعد ایک مقامی سکول میں مدرس مقرر ہوئے اور یہیں سے ریٹائر ہوئے۔ قرآن سے کافی شغف تھا۔ دن رات تلاوت کی حلاوت سے اپنے قلب وروح کی تسکین فرمایا کرتے تھے۔ دارالعلوم کے اساتذہ اور طلبا اور خاندان حقانی آپ جیسے وفادار اور بزرگ، معصوم، سادہ صفت انسان کی جدائی پر انکے جملہ خاندان سے تعزیت کرتا ہے۔ اور قارئین سے ان کے لئے رفع درجات کی دعا کرتا ہے۔

ع حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

ضبط وترتیب: جناب سہیل عباس ر ابن مدنی

دفاع پاکستان کونسل کی اہمیت اور ہماری ذمہ داریاں

دفاع پاکستان کونسل کے سربراہی اجلاس سے حضرت مولانا سمیع الحق کا خطاب

مورخہ ۱۱رستمبر۲۰۱۲ء کوراولپنڈی میں دفاع پاکستان کونسل کا سربراہی اجلاس منعقد ہوا۔جس میں چالیس کے قریب کونسل کی جماعتوں اور قبائلی زعماء نے شرکت کی۔اجلاس میں کونسل کے سربراہ مولانا سمیع الحق صاحب کا افتتاحی خطاب نہایت اہمیت کا حامل تھا جسے ٹیپ ریکارڈر کی مدد سے یہاں نقل کیا جارہا ہے۔ (ابن مدنی)

اعوذ بااللّٰہ من الشیطن الرجیم ' بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم 'الحمد للّٰہ رب العالمین الصلوۃ و السلام علی خاتم الانبیاء محمد و الہ و صحبہ اجمعین الطیبین الطاھرین . واعتصمو بحبل اللّٰہ جمیعاً ولاتفرقوا وقال اللہ تعالیٰ فی مقام آخر یریدون لیطفئوا نور اللّٰہ بافواھھم واللّٰہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون o

میرے انتہائی قابل احترام عالی مرتبت محترم قائدین دفاع پاکستان کونسل! معزز حاضرین اور میرے انتہائی غیور اور غیرت مند قبائلی حضرات! جوخصوصی طور پر اس اجتماع میں تشریف لائے ہیں تقریباً ہرایجنسی سے ہم انکے نہایت شکرگزار ہیں ہم سب یہاں بنیادی طور پر ان کے دکھ کو سمجھنے اور اس کو بانٹنے کیلئے یہاں جمع ہوئے میں آج کے اجلاس کی کئی اہم شقیں ایجنڈے پر جس کا سب سے بڑا تعلق قبائلی علاقوں کے ڈرون حملوں سے اور فوجی آپریشن کے اعلانات سے متعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ آج گویا اس اجتماع میں اللہ کی مشیت کا خاص دخل ہے کہ گیارہ ستمبر کو گیارہ سال پہلے اس کا سلسلہ شروع کیا تھا طاغوتی اور سامراجی طاقتوں نے اور اسی دن عالم اسلام کونشانہ بنایا گیا۔اور اسی دن افغانستان میں جو آگ لگائی گئی وہ عراق تک پھیل گئی اور اسی گیارہ ستمبر کی آگ سے آج تک ہم جل رہے ہیں یہ سب اسی گیارہ ستمبر کا کیا کرایا ہے (تو گویا الحمدللہ آج امریکہ کی گیارویں برسی منارہے ہیں) یہ ایک منحوس دن تھا پوری سازش سے کفری طاقتوں نے عالم اسلام کیلئے ایک بہانہ بنایا' میں سمجھتا ہوں گیارہ ستمبر کے دن ہی یہ جو ساری طاقت یہاں پر جمع ہے'یہ امریکی اور مغربی سامراجی طاقتوں کو کسی طرح برداشت نہیں کرتی' یہ اینٹی امریکہ اور اینٹی یہودیت ونصرانیت طاقتیں ہیں اور آپ پر اللہ کا احسان ہے کہ آپ اس قافلے کیساتھ جڑے ہوئے ہیں۔آج ہم یہاں سب سے پہلے اظہار کرتے ہیں ۱۱ستمبر کے

واقعات کا اور اسکو مسترد کرتے ہیں اور اسکے نتیجے میں جو زہریلے کانٹے بوئے گئے ہیں اور ہم اس میں جل رہے ہیں اس سے نجات کا رستہ روکنا ہمارا بنیادی مقصد ہے۔ دفاع پاکستان کونسل انتہائی مایوسیوں کے عالم میں اللہ نے ہمیں اکٹھا کیا اور یہ کونسل بنی۔ 12 اکتوبر 2011 کو اور آج اسکو تقریباً ایک سال ہونے کو ہے۔ ایسے حالات میں جبکہ مکمل جمود تھا پرویز مشرف اور اسکے ہمنواؤں نے امریکہ کے دباؤ پر مزاحمتی قوتوں کو ملیامیٹ کر دیا تھا وہ سکرین سے غائب ہو گئے تھے اور میڈیا پر ڈھنڈورا پیٹا جا رہا تھا کہ اب یہ طاقتیں ختم ہو گئی ہیں اب سیکولر اور لبرل لوگ فیصلے کرینگے اور وہ چھائینگے ہم انتہائی مایوسی کے عالم میں تھے کوئی جہاد کا نام نہیں لے سکتا تھا۔ جہادی تنظیمیں انڈر گراؤنڈ اور زندہ درگور کر دی گئی تھیں' کسی میں کوئی دم نہیں تھا سب حیران تھے کہ کیا کیا جائے؟ پھر اللہ تعالیٰ ہم کو اکٹھا بٹھائے گا اور اسکا مقابلہ کیسے کرینگے؟ 12 اکتوبر کو اللہ تعالیٰ نے صور اسرافیل پھونکا اور ہمیں قبروں سے دوبارہ زندہ کر کے متحرک پر جوش کر دیا ہم میدان میں آگئے اور قوم کو ایک آس ملی' روشنی ملی اور لوگ بالکل انتظار میں تھے یہ ہمارے بس کی بات تو نہیں تھی یہ تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں جمع کیا۔

ھوالذی الف بین قلوبکم لو انفقت مافی الا رض جمیعا ما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم انہ عزیز حکیم O واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فاصبحتم بنعمتہ اخواناً .

ایسی صورتحال پیدا ہوئی اور لاہور کے مینار پاکستان سے لوگوں نے لبیک کہنا شروع کیا پاکستان کے تحفظ اور دفاع کی آواز مینار پاکستان سے بلند ہوئی جس کو قرارداد پاکستان کا بنیاد قرار دیا جا رہا ہے۔ آپ سب حضرات نے اپنے اختلافات، مسلکی اور مذہبی اور چھوٹے چھوٹے جھگڑے اور جماعتی تحفظات وابستگیاں چھوڑ دیں آپ اکٹھے ہو گئے اس وجہ سے قوم متوجہ ہو گئی ملتان میں ایک عظیم اجتماع ہوا' پھر کراچی' پشاور' لیاقت باغ راولپنڈی میں ہوئے۔ اتنی بڑی کوششیں کر رہے ہیں لیکن اس میں ہماری کوئی حیثیت نہیں' اللہ تعالیٰ نے جمع کیا لوگوں کو یہ ایک بڑا قافلہ چل پڑا اور اسکے فائدے سامنے آئے ہمارا بنیادی ایجنڈا جو ہے ون پوائنٹ بنیادی طور پر ہم نے امریکی غلامی اور امریکی حاکمیت سے اس ملک کو نجات دلانا ہے پاکستان کی آزادی کا تحفظ کرنا ہے کہ اس لعنت کو ہم باہر پھینک سکیں اور ملک کو چھڑا سکیں' باقی ساری چیزیں اسکی ضمنی ہیں نیٹو سپلائی ڈرون حملے' فوجی آپریشن، بھارت سے روابط، کشمیر پر سودا بازی، بلوچستان میں علیحدگی کی تحریکیں علاقائی' لسانی' فروعی اور فقہی فرقہ وارانہ اختلاف کو ابھارنا یہ سب اسی ایک لعنت کے حصے ہیں اسی کے اثرات ہیں تو سب سے پہلا ہدف ہمارا امریکی غلامی سے نجات ہے حکمرانوں کو مجبور کرنا ہے جو آلہ کار ہیں امریکہ کے اور میں دکھ سے بات کرونگا اور سب سے میں کہونگا کہ آخر میں تفصیل سے اس پر روشنی ڈالیں کہ جو سیاستدان اقتدار میں ہیں جو اتحادی ہیں جو اپوزیشن میں ہیں وہ پہلے دن سے ہماری اس محنت کو قبول نہیں کر رہے ہیں کونسل کی تشکیل سے پہلے ہر ایک کو ہم نے دعوت دی، منتیں کیں، خطوط بھیجے، میڈیا کے ذریعے سے اپیل کی، سیمیناروں میں اعلان کیا، ان کے پاس وفود بھیجے دس دس اہم ترین افراد لاہور میں اہم پارٹیوں کے پاس گئے کہ خدارا یہ ون پوائنٹ ایجنڈا ہے ہمارا مقصد کوئی سیاسی کھیل نہیں ہے۔ اور

اللہ گواہ ہے کہ ہم اسکو سیاست کا گیم نہیں بنائینگے ایک نقطہ ہے کہ اللہ کیلئے آؤ یہود ونصریٰ ہم پر مسلط ہورہے ہیں ہمیں غلام بنارہے ہیں اور بنا چکے ہیں۔ آیئے ان کے مقابلے میں اکٹھے ہو جائیں یہ ایک قومی مسئلہ ہے۔ ملکی آزادی مولوی کا' ڈاکٹر کا' تاجر کا اور یا کسی ایک فرد کا فریضہ نہیں ہے یہ ہندوؤں اور عیسائیوں کا پادریوں کا بھی جو اقلیتیں پاکستان میں رہ رہی ہیں ان کا بھی فریضہ ہے۔ بحیثیت ایک پاکستانی شہری کے انکو بھی ہم نے دعوت دی اور بڑی محبت سے انہوں نے وہ دعوت قبول بھی کرلی تو ہم نے اپنے سیاستدانوں سے کہا کہ پیپلز پارٹی میں ہو مسلم لیگ میں ہو تحریک انصاف ہو یا جس مصیبت میں پھنسے ہو' ANP ہو' ایم کیو ایم کے الطاف حسین ہو' آؤ اس مسئلے میں ہمارا ساتھ دو اللہ کیلئے کہ ملک بچائیں' کنوئیں میں کتا پڑا ہے اسوقت تک وہ کنواں پاک نہیں ہوسکتا' ہمارا ساتھ دو کہ ہم اکٹھے مل کر اس ملک کو آزاد کریں ہم مولویوں کو پھر بھی اقتدار میں آنے نہیں دینگے۔ صدارتیں بھی آپ کی ہیں' وزارتیں بھی آپ کی ہیں' کارخانے اور کرپشن کا بازار آپ نے گرم کیا ہے' اس ملک کے بچانے کی ذمہ داری بھی آپ پر ہے۔ لیکن انہوں نے ہمیں کوئی تسلی بخش جواب نہیں دیا۔ اس میں دائیں' جماعت' بائیں' جماعت اپوزیشن' اقتدار سب کے سب شامل ہیں کچھ اقتدار کا حصہ ہیں کچھ مردار نوچ رہے ہیں اور کچھ آس پاس بیٹھے ہوئے ہیں انتظار میں۔ اقتدار میں نہیں وہ انتظار میں ہیں کہ ہم امریکہ کو مغربی طاقتوں کو ناراض نہیں کر سکتے یہ ہماری بس کی بات نہیں ہے اس اجلاس کے لئے از سرنو ہم نے جنرل حمید گل صاحب جو کو آرڈینیٹر ہیں' ہم نے ان سے گزارش کی کہ آپ ہم سب کی طرف سے سب کو دوبارہ دعوت دیں کہ خدارا اس جنگ میں ہمارے ساتھ شریک ہو جاؤ لوگوں کو دھوکا دینے کیلئے تم بھی لانگ مارچوں کی باتیں کرتے ہو اور سب کو دعوت دی گئی زرداری سے لیکر آخر تک چھ دن پہلے ایک گھنٹہ زرداری کے ترجمان فرحت اللہ بابر سے' نواز شریف سے بات تفصیل سے کی عمران خان سے پوری تفصیل سے کی سکردو میں تھے بات کی کہ خدا کیلئے آؤ اس جنگ میں ہمارے ساتھ حصہ لو' یہ پوری قوم کا مسئلہ ہے کسی ایک آدمی یا جماعت کا نہیں۔ فاروق ستار سے کہا کہ الطاف حسین سے بات کرو پرویز الٰہی سے بات چیت کی اس نے کہا کہ میں شجاعت حسین سے بات کرونگا' مولانا فضل الرحمٰن سے بات ہوئی' انہوں نے کہا میرا کام پارلیمنٹ میں تھا میں نے بات کرلی ہے اور میں آپ کیساتھ اس جنگ میں اب شریک نہیں ہوسکتا ہوں میرے سر پر انتخابات مسلط ہیں' تو ہم کیا کریں یہ قومی درد اب کب پیدا ہوگا اور آپ بھی اگر خدانخواستہ ہمت ہاریں اور حوصلہ توڑیں اور کوئی کسی کی باتوں میں آجاتا ہے ابلیس پورے ذرائع کے ساتھ اس کونسل کو مٹانے میں لگا ہوا ہے تو ہم نے ہزار دفع وضاحت کی اللہ کو حاضر ناظر جان کر کہا۔ جلسوں میں کہا کہ ہمارے کوئی سیاسی عزائم نہیں ہیں نہ ضیاء الحق کے باقیات ہیں یہ ساری باتیں ہمارے خلاف کہی جارہی ہیں اور ہر روز دیکھا جارہا ہے کہ کوئی صاحب کوئی نقطہ نکال کر اور عوام کو مایوس کردیں اور پھر ساتھیوں میں سستی پیدا ہو' اس کے خدشات الزامات بے بنیاد و پروپیگنڈے وہ پوری ابلیسیت و یہودیت جو ہم پر مسلط ہے وہ ہمارے خلاف لگے ہیں

ہمارے پاس ذرائع نہیں ہیں کہ انکو جواب دیں لیکن میں یہ عرض کرونگا کہ نئے جذبے نئے ولولے سے نئے جوش سے آپ لوگ اپنی ذمہ داری محسوس کریں ہم میں سستی نہیں آئی ہم نے 30 شعبان تک تحریک جاری رکھا ہم لاہور سے چلے 11.10 کو اسلام آباد آئے پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے اتنا بڑا مظاہرہ کیا کہ کسی کے بس میں روکنا نہیں تھا وزیر داخلہ نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ یہ اندر داخل نہیں ہونگے ہم نے کہا داخل ہونگے ہم نے سب باڈر کراس کئے اور پورے فاتحانہ انداز میں داخل ہوئے کہ انکو سامنا کرنے کی ہمت نہیں ہوئی حکومت نے فوری پوری پولیس اور سپاہی سب کو ہٹالیا اور پارلیمنٹ میں جا کر ہم نے جھنڈے گاڑ لئے اس سے اور اللہ کی مدد کیا ہوگی پھر اس کے تیسرے دن بعد ہم نے کوئٹہ سے سفر شروع کیا اور چمن تک گئے کوئٹہ اور بلوچستان وہ حساس علاقہ ہے جہاں پر کہا جارہا تھا پاکستان زندہ باد کا نعرہ کوئی نہیں لگا سکتا۔ ہزاروں لوگوں کے اس مارچ نے پاکستان کے دفاع کے نام سے وہاں پر یہ سب کچھ کہا آپ کے دفاع پاکستان کونسل نے یہ سارا پروپیگنڈہ توڑ دیا' ایک دو مہینے پہلے وہاں گئے اور آل پارٹیز کانفرنس کیا' قبائل کو بھی بلایا اور مختلف لوگوں کو بلایا۔ دوسرے مرحلے میں سب سے بڑے پارک میں ہم نے کوئٹہ میں جلسہ کیا' ہزاروں لاکھوں بلوچستانیوں کو ایک پیغام ملا کہ آپ اکیلے نہیں ہیں' آپ کو کوئی توڑ نہیں سکتا ہے اور نہ آپ کو کوئی علیحدہ کرسکتا ہے' امریکہ اگر آتا ہے تو افغانستان سے لاکھ درجے زیادہ اس کو مزاحمت کا سامنا کرنے پڑے گا' وہاں کا ایک ایک طالب علم مدرسے کا اور مسجد کا اور عوام وہ سب طالبان بن کر نکلیں گے۔ اس کے بعد ہم نے لانگ مارچ کا اعلان کیا اور ہم کوئٹہ سے روانہ ہوئے اتنے خطرناک حالات میں کوئٹہ سے ہم نکلے تو اس جگہ ہم نے پہلا جلسہ کیا جہاں ANP کے جلسے پر ایک دن پہلے حملہ ہوا تھا اور کئی لوگ قتل ہوئے تھے ہمارے جلسہ گاہ کا میدان خون سے بھرا ہوا تھا' لیکن اطراف میں ہزاروں لوگ کھڑے تھے اسی خون آلود زمین پر دو گھنٹے تک انہوں نے انتہائی محبت اور خلوص سے ہماری باتیں سنیں پھر قافلہ چلتا رہا۔ کئی مقامات پر رکتے ہوئے پھر ہم چمن میں داخل ہوئے' یہ رمضان سے دو دن پہلے کی بات ہے اور چمن میں عوام شہر اور بازار میں سڑکوں پر تھی' چمن میں ہم نے جلسہ جس کو باڈر کہتے ہیں سٹریٹ لائن افغانستان پر ہمارا اسٹیج تھا گویا کہ یہ پہلا جلسہ تھا جو مشترکہ تھا اس میں جتنے لوگ پاکستانی تھے اتنے لوگ افغانستانی تھے اور اس باڈر پر کھڑے ہو کر ہم نے چیلنج کیا کرزئی اس کے ہمنواؤں' امریکہ کو' یہ ساری الحمدللہ کامیابی آپ ذہنوں میں رکھیں پھر بیچ میں رمضان آیا' رمضان ایک تو ایسا مہینہ ہے کہ اس میں سرگرمیاں نہیں چل سکتی ہیں لوگ عبادات کرتے ہیں' عمرے کے لئے جاتے ہیں' تراویح میں قرآن پاک سنتے ہیں' اعتکاف میں بیٹھتے ہیں اور شدید گرمی بھی تھی۔ تمام دینی قوتوں اور مدرسوں کے اپنے اپنے مسائل ہوتے ہیں' تو رمضان میں ہم مجبوراً تحریک جاری نہ رکھ سکے باقی بیانات جاری رہے' اب ہم رمضان کے بعد پھر اکٹھے ہوئے ہیں' رمضان کے تیسرے چوتھے دن ہم جنرل حمید گل صاحب کے گھر جمع ہوئے کہ یہ معاملہ ٹھنڈا نہیں ہونے دینا

ہے۔ یہ تو رمضان تھا ہم نے نیٹو سپلائی روکنے میں کوئی سستی نہیں کی، ہم نے پہلے سے کہا تھا کہ ہماری جنگ تشدد والی نہیں ہے، پرامن جنگ ہے، بندوق ہم نہیں اٹھائیں گے، ہم عوام کو بیدار کریں گے ہم نے اٹھارہ کروڑ عوام کو شعور دیا ہے کہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ ہم کو غلام بنایا جا رہا ہے، اٹھارہ کروڑ عوام کو متحرک کرنا اور ان کو شعور دینا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے، ہماری وجہ سے سات آٹھ مہینے نیٹو سپلائی بحال نہیں ہوئی، انہوں نے موقع سے فائدہ اٹھایا ہے، انہوں نے رمضان شروع ہوتے ہی یہ سمجھ لیا کہ سارا قصہ ختم ہو گیا اور مسلمان نہیں نکل سکتے اور مدرسے بند ہیں اور اسی میں اپنا کام کیا اور اتنا بڑا ظلم کیا کہ پارلیمنٹ کی قرارداد ساری پس پشت ڈال دی اس کو بائی پاس کیا، قرارداد کی تذلیل کی کوئی شرط نہیں رکھی غیر مشروط، پیسے بھی ان پر نہیں رکھے، تفصیلات آپ کو بتادیں گے اور اسی رات ان بے غیرتوں پر انہوں نے ڈرون حملے شروع کر دیئے اب ڈرون حملے بھی جاری ہیں اور سب کچھ ہے اب بڑا مسئلہ امریکہ کا یہ ہے کہ اب فوجی آپریشن کرایا جائے اور ان تمام قبائل کو اٹھایا جائے بھڑکایا جائے اور یہ پورے پاکستان میں آگ لگادیں اور دہشت گرد لاہور اور کراچی کو بھی پہنچ جائیں اور ان کی طرف سے حملے بھی ہوں۔ فورسز پر بھی ہوں چھاؤنیوں پر بھی ہوں، یہ خود ورغلا رہے ہیں امریکہ کہتا ہے کہ جو کام میں خود نہیں کرنا چاہتا خود قبائلیوں سے کرایا جائے، قبائل کو کسی نے رام نہیں کیا سکندر اعظم سے لے کر اب تک وہ آزاد ہیں انہوں نے یہاں تک کہا ہے کہ اگر ہم کو مجبور کیا گیا تو ہم افغانستان ہجرت کر جائیں گے ایسے حالات میں فوج دباؤ میں آرہی ہے۔ اور نیٹو سپلائی کے آخر تک اعلانات کرتے تھے اور ڈرون حملوں کے آخر تک کرتے تھے لیکن انہوں۔ نے وہ کچھ کیا کہ امید نہیں تھی۔ اب دوبارہ انہوں نے ڈرون حملوں کے لئے ایک نیا شوشہ چھوڑا ہے حقانی نیٹ ورک کا اور اسے بلاوجہ بڑھا چڑھا کر پیش کر رہے ہیں۔ ہیلری نے اس پر دستخط کر دیئے اور باضابطہ واشنگٹن میں اس کو دہشت گرد قرار دے دیا گیا۔ اس لئے کہ اب اسامہ کا مسئلہ تو نہیں ہے تو اور کونسا مسئلہ ہوگا کس جگہ پاکستان میں فورس ہے، حقانی نیٹ ورک کا مجھے بتائے کوئی امریکی یا پاکستانی بتائے کہ بنوں میں ہے، ڈیرہ اسماعیل خان میں ہے کسی شہر میں میرا یقین ہے کہ کوئی حقانی نیٹ ورک نہیں۔ نیٹ ورک افغانستان کا ہے اور اس کی ہمت ہے، پاور ہے۔ انہوں نے امریکی آرمی چیف پر بھی حملے کئے۔ ہوائی اڈے پر مگر وہ بچ گئے۔ میرا تو خیال ہے کہ وہ کہیں زخمی پڑا ہوا ہے اس کے بعد وہ کہیں ظاہر ہی نہیں ہوا تو۔ اس کا سارا غصہ پاکستان پر اتر رہا ہے۔ تمہاری فوج ہے، نیٹو افواج ہیں تم اپنے جرنیل کی حفاظت نہیں کر سکتے ہو تو یہ سارا نزلہ ہم پر گرے گا اس کے ساتھ فوجی آپریشن ہوگا تو یہ سوات کا فوجی آپریشن نہیں ہے، یہ جنگجو اور بہادر لوگ ہیں اور یہ پورے ملک کو خانہ جنگی میں ڈال دیں گے، تو اس لئے دوبارہ ہم آپ حضرات سے خاص طور سے میں نے قبائلی حضرات کو بھی کہا تھا وہ بھی تشریف لائے ہیں ہم کو آپ کی رائے آپ کی ترجمانی کی ضرورت ہے، ہم آپ کی رائے سنیں گے۔ اس کے ساتھ دوسرا مرحلہ بھارت کے ساتھ معاملات کا ہے، لیکن

دین شروع ہوگیا اور بھارت کے ساتھ معاہدے ہو رہے ہیں' تجارت' آپ کو جنرل صاحب بتائیں گے۔ لیکن کل اخبار میں تھا کہ بمبئی کی منڈیوں میں پاکستان کو کروڑوں ڈالروں کا خسارہ ہو رہا ہے کہ یہ وہاں پر نمائش کر رہے ہیں' اور اس پر کروڑوں روپے خرچ کر رہے ہیں' اسی طرح کشمیر کا مسئلہ بنیادی مسئلہ ہے یہ سارے معاہدے اور ہر چیزیں اپنی جگہ ہو رہی ہیں' اصل جو جڑ ہے جو بنیاد ہے کشمیر اس کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے' اور وہ بڑا احساس مسئلہ ہے' ہمارے لئے پیاز اور گاجر اور آلو سے زیادہ ہمارے لئے کشمیر کے کروڑوں مسلمانوں کی آزادی ہے' وہاں لاکھوں لوگ شہید ہوگئے ہیں' وہاں سات لاکھ فوجی قابض ہوئے ہیں ان کا انکو غم نہیں ہے۔ ہمارے ہاں اقوام متحدہ کا وفد آیا وہ ہمارے گم شدگان کو تلاش کر رہے ہیں' ہم ویلکم کہتے ہیں کہ انسانی حقوق کے نام پر کچھ تو ہو۔ لیکن ان کو انسانی حقوق کی پامالی نظر آتی ہے مگر ایک مسئلہ شروع ہوا برما کا جہاں پر 20% یا 30% لوگ مسلمان ہیں تو برما میں ہزاروں لوگوں کو قتل کیا گیا اور تمام گاؤں کے گاؤں جلائے جا رہے ہیں۔ دوسرا مسئلہ ہندوستان میں آسام میں شروع کیا۔ 30% آبادی ہے آسام میں مسلمانوں کی۔ ان کا قتل عام شروع ہوا۔ سارا عالم کفر خاموش ہوگیا ہے اور ہمارے اوپر الزام دیا گیا کہ ہندو یہاں سے ہجرت کر رہے ہیں۔ قتل عام بھارت میں جاری ہے' اور ظلم ہم کر رہے ہیں۔ ہندو روزانہ ہزاروں آتے جاتے رہتے ہیں' اس کو ڈرامہ بنا دیا گیا کہ پاکستان میں اتنے مظالم ہیں' آسام کا مسئلہ پیچھے چلا گیا پھر رمشا مسیح کا مسئلہ اٹھایا گیا جو عیسائی خاتون تھیں' پورا میڈیا اس پر لگ گیا کہ ظلم پاکستان میں ہو رہا ہے' آپ ان شاء اللہ اس پر تفصیل سے بات کریں گے۔ پھر ہم کچھ فیصلے کریں گے۔ ہمارے فیصلوں میں بڑی باتیں یہ ہیں کہ کشمیر کا مسئلہ نہایت اہم ہے' ہم نے دو تین مرتبہ وہاں جلسہ کرنے کا اعلان کیا' لیکن بیچ میں اور اہم چیزیں آگئیں۔ کراچی کے لانگ مارچ کا اعلان ہوا' انہی دنوں میں پھر ہم نے لاہور کا لانگ مارچ ضروری سمجھا' بلوچستان کا ضروری سمجھا گیا۔ ان حالات پر اور کشمیر پر یہ چار پانچ افراد ایک موثر ترین قرارداد پیش کریں گے۔ کشمیر کے بارے میں اور اس کے بعد ہم تاریخ مقرر کرکے وہاں آل پارٹیز کانفرنس یا سربراہی اجلاس اور اسکے ساتھ عوامی جلسے کا اعلان کریں گے۔ دوسرا پروگرام یہ ہوگا کہ ہم کراچی میں انشاء اللہ ایک لانگ مارچ کریں گے ہمارا ارادہ ہے کہ حیدرآباد سے کراچی تک لانگ مارچ شروع کریں' لیکن حیدرآباد کے حالات ان دنوں سیلاب کی وجہ سے خراب ہیں۔ سکھر میں اور ڈیرہ غازی خان میں سارے اضلاع میں سیلاب آیا ہوا ہے اور خطرہ ہے کہ یہ سیلاب حیدرآباد اور ان علاقوں کا بھی رخ کرے گا اس کے بجائے ہم نے طے کیا کہ لانگ مارچ ہوگا' مزار قائد سے کیماڑی تک جائے گا' اس میں لاکھوں لوگ انشاء اللہ شریک ہوں گے' اور اس جگہ جائے گا جہاں سے نیٹو سپلائی سٹارٹ ہوتی ہے۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ ہم پشاور میں فوجی آپریشن' نیٹو سپلائی' ڈرون حملوں پر جو کہ اصل مسئلہ ہے اس پر بہت بڑا جلسہ کریں گے اور کوشش کریں گے کہ اس میں لاکھوں لوگ آجائیں اور قبائل تک ہمارا پیغام

چلا جائے کہ ہم سب آپ کے ساتھ ہیں اوراس کے ساتھ ہی ہم سب کوشش کریں گے کہ بنوں میں ہماری آل پارٹیز کانفرنس ہوجائے۔ اگر یہ بڑی پارٹیاں نہیں آتی ہیں تو کوئی حرج نہیں یہ تو امریکہ کے پٹھو ہیں' یہ آلہ کار ہیں۔ پارٹی وہ ہوتی ہے جو محبِ وطن ہو' جو قوم وملت کی محبت سے سرشار ہو۔ آگ لگنے کے وقت آگے بجھانے میں لگے ہوں' یہ تو آگ بھڑکا رہے ہیں' یہ ہمارے نہیں ہیں' ہمیں کوئی پریشانی نہیں ہے' ہمارا اعتماد اللہ رب العالمین پر ہے۔ کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله ہم اس کو بدر' واحد وتبوک کا جہاد سمجھتے ہیں' تو ہم یہاں جمع ہوئے ہیں' اللہ کی قسم سمجھو ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں ہیں۔ اتنی بڑی طاقتیں رسول اللہ کے خلاف اکٹھی نہیں ہوئی تھیں' بیشک غزوہ احزاب کا موقع بہت نازک تھا' مگر اس جنگ اس میں پورا عالم کفر یہودیت' عیسائیت' کیمونزم' ہندوازم' بدھ مذہب' چین یہ سب آپکے خلاف ہیں' اسلام کے خلاف ہیں' تو اس جنگ کی اللہ کے ہاں کتنی اہمیت ہوگی' آپ خود یہ سوچیں اور اس جنگ میں نکلیں اور اللہ کی مدد ہمارے ساتھ ہوگی' ان شاء اللہ یہ سب بدقسمت ہیں' ان کو اللہ یہ سعادت نہیں دیتا ہے۔ ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

مشترکہ اعلامیہ

دفاع پاکستان کونسل کا سربراہی اجلاس ملک میں انتہائی حد تک بڑھتی ہوئی امریکی مداخلت' بزدلی اور ذلت آمیز طریقہ سے نیٹو سپلائیز کی بحالی' امریکی دباؤ پر مسئلہ کشمیر حل کئے بغیر بھارت کی بالادستی قبول کرنے' دینی مسالک کے درمیان مشکلات پیدا کر کے فرقہ واریت کی آگ بھڑکانے' بلوچستان میں حالات کی مسلسل خرابی' کراچی میں بدامنی اور ٹارگٹ کلنگ' قبائلی علاقہ جات میں ڈرون حملے' شمالی وزیرستان میں امریکی حکم پر فوجی آپریشن کے لئے اقدامات اور لاپتہ افراد کو مسلسل غائب رکھنے اور اب بیرونی مداخلت کیلئے از خود اقوام متحدہ کے مشن کو بلانے کے حکومتی اقدام کی مذمت کرتا ہے۔ اور اجلاس اس صورتحال کو مسترد کرتے ہوئے ملک میں فساد' افراتفری' تقسیم در تقسیم اور قتل وغارت کا ذمہ دار حکومت کو قرار دیتا ہے۔

دفاع پاکستان کا سربراہی اجلاس از سر نو اس عزم کا اظہار کرتا ہے' کہ امریکی غلامی سے نجات حاصل کر کے دم لیں گے' ایٹمی صلاحیت کی حفاظت کریں گے' نیٹو سپلائنز کی بحالی کے بعد تخریب کاری قبائلی علاقہ جات میں ڈرون حملوں سے بے گناہ انسانوں کا قتل عام کے ذمہ دار سیاسی اور عسکری قیادت سے ہمارا مطالبہ ہے کہ امریکی دباؤ پر شمالی وزیرستان میں فوجی آپریشن کے لئے اقدامات سراسر قومی سلامتی کے خلاف ہے۔ حکمران ایسے تباہ کن اقدام سے باز رہیں۔ ملک کے اندر کے سیاسی اور معاشی مسائل سیاسی مذاکرات کی بنیاد پر حل کئے جائیں۔ حکومت نیٹو سپلائی کی بحالی کی غلطی تسلیم

کرے اور امریکہ کے تکبر اور پاکستان میں دہشت گردی کے اقدامات کے جواب میں نیٹو سپلائی فوری طور پر بند کردے۔

دفاع پاکستان کونسل کا سربراہ اجلاس آزادی کشمیر کی جدوجہد سے مکمل یکجہتی کا اظہار کرتا ہے' حکومت مسئلہ کشمیر کو پس پشت ڈال کر بھارت سے دوستی کی سنگین غلطی کررہی ہے' بھارت کے وزیر خارجہ نے پاکستان کی بجائے اپنی ترجیحات کو ڈکٹیٹ کیا ہے۔ بھارت سے تجارت مسئلہ کشمیر اور کشمیریوں سے بھی فراموشی کا ذریعہ ہے۔ لیکن اصل تباہی پاکستان کی صنعت' تجارت اور زراعت کو ناقابل تلافی نقصان ہوگا۔ بھارت کی دوستی سے پاکستان کو ایک ارب ڈالر سے زائد کا نقصان ہوچکا ہے۔ ہمارا دوٹوک اعلان ہے کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے۔ اقوام متحدہ کی قرارداد کے مطابق حق خودارادیت کشمیریوں کا حق ہے' ہمیں یقین ہے کہ جدوجہد آزادی کامیاب ہوگی اور کشمیر بنے گا پاکستان۔

دفاع پاکستان کونسل کا سربراہ اجلاس بلوچستان کے عوام کے ساتھ مکمل یکجہتی کا اظہار کرتا ہے' بلوچستان میں مسلسل حالات کی خرابی' لاپتہ افراد کی عدم بازیابی اور کوئٹہ کراچی' گلگت بلتستان' قبائلی علاقہ جات' خیبر پختونخوا اور ملک کے دیگر علاقوں میں فرقہ واریت' تشدد اور قتل و غارت گری کی شدید مذمت کرتا ہے۔ کراچی میں مسلسل ٹارگٹ کلنگ' بدامنی اور حکمرانوں کی باہمی بلیک میلنگ اور تصادم پوری قوم کے لئے باعث تشویش ہے' ملک میں بدامنی اور انارکی کے ذمہ دار وفاقی اور صوبائی حکومتیں ہیں۔

دفاع پاکستان کونسل کے اجلاس میں بارشوں سے متاثرہ عوام کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا گیا ہے۔ اور تمام جماعتوں کے کارکنان کو ہدایت کی گئی ہے کہ متاثرین کی مدد کیلئے کمربستہ ہوجائیں۔ مصیبت کی اس گھڑی میں بھائیوں' بہنوں' بچوں کی مدد کی جائے۔

دفاع پاکستان کونسل کے سربراہی اجلاس نے فیصلہ کیا ہے کہ پرامن عوامی احتجاج کیلئے ان پروگراموں پر عملدرآمد کیا جائے گا۔ دفاع پاکستان کونسل کے سربراہی اجلاس کی عوام سے اپیل ہے کہ پرعزم اور بیدار رہیں، دفاع پاکستان کونسل کے پرامن قومی عوامی احتجاج میں شریک ہوں، سربراہی اجلاس تمام دینی اور قومی سیاسی جماعتوں سے اپیل کرتا ہے کہ ہر طرح کی ذاتی اور پارٹی مفادات سے بالاتر ہوکر قومی جدوجہد میں شریک ہوجائیں

﴿ آئندہ طے شدہ پروگرام ﴾

8 ذیقعدہ۔ 24 ستمبر	بروز پیر ___ بنوں	___	قبائلی جرگہ ر سربراہی اجلاس
15 ذیقعدہ۔ یکم اکتوبر	بروز پیر ___ پشاور	___	ملین مارچ
21 ذیقعدہ۔ 7 ر اکتوبر	بروز اتوار ___ کراچی	___	ملین مارچ
28 ذیقعدہ۔ 14 اکتوبر	بروز اتوار ___ مظفر آباد	___	کشمیر کانفرنس ''کشمیر بنے گا پاکستان''
14 ذوالحجہ۔ 4 نومبر	بروز اتوار ___ لاہور	___	قبائلی، بلوچستان جرگہ ر سربراہی کانفرنس

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب

فواحش ومنکرات کے اسباب اور تدارک اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد فاعوذ بالله من الشیطان الرجیم بسم الله الرحمان الرحیم.

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ وَ لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ[سورة الانعام 151]

ترجمہ:۔ کہہ دو آؤ میں سنا دوں جو حرام کیا ہے تم پر تمہارے رب نے کہ شریک نہ کرو اسکے ساتھ کسی چیز کو اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو اور نہ مار و اپنے اولاد کو مفلسی (کے خوف سے) رزق ہم دیتے ہیں تمکو اور ان کو اور بے حیائی کے قریب مت جاؤ خواہ ظاہری ہو یا باطنی اور قتل نہ کرو اس جان کو جس کا قتل حرام کیا اللہ نے مگر حق پر تم کو یہ حکم دیا جاتا ہے تا کہ تم سمجھو۔

اہل جہنم کو سزا کیوں:

وعن اسامةؓ قال قال رسول الله ﷺ یجاء بالرجل یوم القیامة فیلقی فی النار فتندلق اقتابه فی النار فیطحن فیها کطحن الحمار برحاهُ فیجمع اهل النار علیه فیقولون ای فلان ماشانک الیس کنت تامرنا بالمعروف وتنها ناعن المنکر قال کنت آمر کم بالمعروف ولم آتیه وانهاکم عن المنکر وآتیه (رواه البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت اسامہ بن زیدؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کر رہے ہیں کہ آپ نے فرمایا قیامت کے دن (ماموارت ومنھیات کے مقدمات کے فیصلہ کے موقع پر) ایک شخص کو پیش کیا جائے گا جسکو جہنمی کے حقدار کی حیثیت سے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا جہنم کے شدید ترین تپش، حرارت اور تکلیف کیوجہ سے جہنم پہنچنے سے پہلے اسکی انتڑیاں فوراً باہر نکل پڑیں گے اور وہ اپنی انتڑیوں کو اپنی ٹانگوں سے ایسے پامال کرے گا جس طرح چکی میں چلنے والا گدھا اپنی چکی کے ذریعے آٹے کو پیستا ہے یعنی چکی کو گھمانے والے گدھے کی طرح یہ شخص خود اپنے انتڑیوں کے گرد چکر لگائے گا۔ تا کہ اپنے ہی انتڑیوں کو مزید کچلتا رہے۔ اس دوران اور جہنمی وفاسق وبد کردار

اس کے اردگرد جمع ہو کر اس سے سوال کریں گے '' کہ اے فلاں شخص '' (تمہارا برا حال کیوں ہے) تم تو دنیا میں (ہمیشہ) ہم کو نیک کام کرنے کی نصیحت اور برے یعنی گناہوں اور فحشاء سے بچنے کی تلقین کرتے عذاب میں مبتلا یہ شخص ان سوال کرنے کو جواباً کہے گا ساتھیو میں بیشک تمہیں نیکیوں کی ترغیب دیتا اور خود اس پر عمل نہ کرتا اسی طرح تمہیں گناہوں سے بچنے کا کہتا مگر خود ان گناہوں سے باز نہ آتا''

گناہ کے اسباب: محترم ساتھیو! آپ کو یاد ہوگا کہ شاید تین ہفتوں سے مذکورہ آیت کریمہ کی تلاوت اور ایک نئے ارشاد نبوی ﷺ کو بھی ذکر دیتا ہوں' حدیث مقدمہ کا ذکر بھی اس مناسبت سے کرتا ہوں کہ اس آیت کریمہ میں جن گناہوں کا سبب بننے والے اعمال کا ذکر اور ان سے جان بچانے پر زور دیا گیا ہے۔ حدیث طیبہ بھی اسی دن جس قبیح عمل سے بچنے کا رب کائنات فرما رہے ہیں۔ ان بداعمالیوں کے ساتھ تعلق ہے جسے آپ کے سامنے بیان کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ پہلے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا یعنی غیر اللہ پر اعتماد کر کے اسے اپنا حاجت روا اور معبود سمجھنا۔ دوسرا والدین جنہیں قرآن وحدیث میں اللہ ورسولؐ نے بڑے تاکید اور اہمیت سے بیان کر کے ان کی جائز تابعداری کو اجاگر فرمایا ہے۔ تیسرا اپنے ہی جگر گوشوں اور اولاد کو اس خوف سے ہلاکت کے وادیوں میں داخل کرنا کہ ان کی پرورش اور پالنے میں مالی خسارہ کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آیت میں ذکر کردہ دو گمراہیوں کا ذکر باقی ہے جنہیں آج بیان کرنے کی کوشش کرونگا۔ جن میں ایک یہ کہ ہر قسم کے بے حیائی اور فواحش سے کنارہ کشی اور دوم یہ کہ کسی بے گناہ کی روح اور جان کو ضائع کرنے سے ممانعت فرمائی گئی۔

بے حیائی سے اجتناب کی تلقین: آیت کریمہ میں بے حیائی اور فحش کاموں کا کرنا تو دور کی بات ہے ان کے قریب جانے سے بھی منع کیا گیا قرآنی کلمات '' ولا تقربو الفواحش ما ظهر منها وما بطن '' ہیں مقصد یہ کہ بے حیائی کی باتوں کے قریب نہ جاؤ جو ان میں سے ظاہر ہوں اور جو پوشیدہ ہوں قران مجید اور احادیث مبارکہ میں ہر اس کام کو فاحشہ کہا جاتا ہے جس کے اثرات برے ہوں اور متعدی یعنی دور دور تک پہنچیں۔ اس معنی کے اعتبار سے فحاشی کا دائرہ کافی وسیع ہے کہ فحاشی کا اظہار صرف اعمال میں نہیں ہوتا بلکہ ہر وہ کام جو زبان سے ہو یا ہاتھ پاؤں سے ہو یا دل سے ہو اور اسکے اثرات برے ہوں تو وہ فحش کام ہیں اسلئے اس آیت میں بھی فواحش کا مطلق ذکر کیا کہ فحاشی عام ہے خواہ ظاہری ہو یا باطنی۔ عمل سے ہو یا قول وقلب سے لوگوں کے سامنے یا کمرہ اور غار کے اندر کیوں نہ ہو' ہر قسم کی فحاشی حرام ہے۔

فحاشی اور منکر کے تعریف میں دو گروہ: بدقسمتی سے آج مسلمان فحاشی اور منکر کے تعریف کرتے ہوئے دو کیمپوں میں تقسیم ہوئے۔ ایک حلقہ تو وہ ہے کہ قرآن وحدیث نے جس کردار کو فحاشی اور منکرات کے زمرہ میں شامل کیا۔ یقیناً اسے گناہ سمجھ کر اس سے اجتناب کا جتنا ممکن ہو سکے جان بچانے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ اور ایک طبقہ مسلم دنیا کے ایسے نام ونہاد ترقی پسند، ذہنی آوارگی اور آزادی قول وفعل کے قائل افراد پر مشتمل ہے جن کے نزدیک فحاشی کو فحاشی کہنا گناہ

کو گناہ کے نام سے موسوم کرنا یہ مولوی یا دین پسند لوگوں کی ذہنی اختراع ہے۔ جن کو وہ انسان کی پیدائشی آزادی قول وعمل کی خلاف سمجھ کر ایسے لوگوں پر فوراً انتہا پسند کا ٹھپہ لگا دیتے ہیں۔ اسکی تہہ میں جس خباثت کی تخم ریزی ان کے ذہنوں میں ہوتی ہے اگر بظاہر اس کے اظہار سے وہ کتراتے ہیں وہ یہی ہوتا ہے کہ نام تو مسلمان کا ہے مگر ان کے نزدیک ہر انسان خود مختار ہے خواہ مرد ہو یا عورت' بنیادی ومساوی حقوق کے نام پر مادر پدر آزادی کے قائل اپنے ان قبیح اور غیر شائستہ اعمال کو وہ اپنا پیدائشی حق کہلوا کر منع کرنے والے کو تنگ نظر ترقی میں رکاوٹ ڈالنے والا' بنیاد پرست اور قسم قسم کے غیر شائستہ ناموں اور القابوں سے نوازتے ہیں۔ میڈیا' اخبارات اور اپنے تحریروں میں ان کو مطعون کیا جاتا ہے۔

فحاشی کا چرچا کرنے والوں کی سزا: حالانکہ ایسے لوگ جو فحش کام کرتے ہیں یا فحاشی کا چرچا کرتے ہیں ان کے بارے میں قرآن مجید میں بڑے واضح الفاظ میں تنبیہ آئی ہے ارشاد مبارک ہے:

ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین آمنوا لھم عذاب الیم فی الدنیا والآخرۃ واللہ یعلم وانتم لا تعلمون (سورۃ النور)

ترجمہ: بلاشبہ جو لوگ مسلمانوں میں فحاشی کا چرچا کرتے ہیں تو دنیا اور آخرت میں ان کیلئے دردناک عذاب ہے ۔اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

فحش کا معنی ومفہوم: محترم حاضرین! فاحش فحش سے بنا ہے معنی بدخلق' کنجوس اور بخیل کے ہیں پھر اسکا اطلاق ہر اس چیز پر ہوتا ہے جو حد سے بڑھ جائے۔ یہاں مجلس میں طلباء اور علماء موجود ہیں ان کو معلوم ہے کہ رجل فاحش' اس فرد کو کہا جاتا ہے جو اپنے قول وفعل میں حد سے گزرنے والا ہو۔ الفاحشہ اس عورت کو کہا جاتا ہے جو زنا کا' بہت سخت اور بدترین گناہ میں مبتلا ہو۔ اسی طرح (قرآن) مجید میں فحشاء کے ساتھ منکر کے لفظ کا استعمال ہوتا ہے۔ جسکے معنی یہ کہ اللہ کے مرضی کے خلاف ''قول یا فعل'' اسکے مقابلہ میں جس لفظ کا استعمال قرآن وحدیث میں ہوا ہے وہ معروف ہے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی اہمیت: فحشاء اور منکرات سے نہ صرف یہ کہ خود بچنا ضروری ہے بلکہ حسب استطاعت اوروں کو معروفات پر راغب کرنا اور منکرات سے بچانا بھی امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے۔ گناہوں کے دلدل میں پھنسے ہوئے لوگوں کو راہ راست پر لانے کی کوشش نہ کرنے والے گناہوں میں آلودہ لوگوں پر آفات قہر خداوندی عذاب سے دوچار ہونے والوں کے ساتھ برابر کا شریک ہوگا۔ ارشار نبویؐ ہے:

عن حذیفہ ان النبی ﷺ قال والذی نفسی بیدہ لتامرن بالمعروف ولتنھون عن المنکر اولیوشکن اللہ ان یبعث علیکم عذاباً من عندہ ثم لتدعنہ ولا یستجاب لکم (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت حذیفہ حضور ﷺ سے روایت کررہے ہیں آپ نے فرمایا قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ تم یقیناً امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دو اگر یہ فریضہ ادا نہ کروگے تو

عنقریب اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل کرے گا پھر تم اللہ سے بھی دعا کرو گے تو تمہاری دعا قبول نہیں کی جائیگی۔

معاصی کے ذرائع: آپ ذرا غور کریں آج ہم کن حالت سے گزر رہے ہیں ہر جگہ فحاشی اور بے حیائی کا دور دورا ہے جدھر نظر دوڑائیں۔۔بے حیائی ہی بے حیائی، گھر میں ٹی وی دنیا کے حالات سے باخبر رکھنے کیلئے موجود ہے تو اسکا دوسرا رخ بے حیائی جیسے ڈراموں اور اشتہارات پر مشتمل ہوتا ہے' جو ایک معمولی غیرت ایمانی کے دعویداری کرنے والے کی غیرت کیلئے عبرت کا تازیانہ ہے۔ پرنٹ میڈیا کی حالت یہ کہ کتابوں، رسالوں اور مختلف موضوعات پر مشتمل لٹریچر کیلئے کسی سٹاپ، اسٹیشن، اڈہ، اور ائیرپورٹ پر موجود کتابوں کے سٹال کے سامنے ایک باریش اور حیاء دار شخص کیلئے ایک منٹ رکنا بھی محال ہوتا ہے۔ خریدار کو اپنی دکان کی طرف راغب کرنے کیلئے ایسے حیاء سوز، تقریباً عریاں تصاویر والے اخبار ورسائل سامنے موجود ہوتے ہیں جن کو دیکھ کر بعض معمولی غیرت والے غیر مسلم کا سر بھی شرم سے جھک جاتا ہے۔ قرآن کا حکم ہے کہ زنا کے پاس بھی نہ جاؤ کیونکہ وہ بے حیائی اور بُری راہ ہے۔ یعنی ایسا کوئی کام نہ کرو جو زنا کا محرک اور زنا کا سبب اور باعث بن جائے غیر محرموں یعنی اجنبی عورتوں سے اختلاط، تعلق، خلوت میں ملنا، ان سے ہنسی مذاق کی گفتگو، بوس کنار، مصافحہ ان تمام حرکات کو شریعت نے حرام قرار دیا۔ مغرب اور اس سے متاثرہ آزاد خیال لوگوں کے نزدیک جائز بلکہ انسان کی بنیادی حقوق و آزادی کا جزو ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں زنا کی فحاشی عام بلکہ یہاں تک یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ فلاں لڑکا یا لڑکی کس نطفہ کی پیداوار ہے۔

اسلام کی تعلیمات: اب آیئے اسلام کی طرف جو عفت اور پاکبازی سے معمور مذہب ہے۔ مرد کے ستر (شرمگاہ)' عورت کا شرعی پردہ۔ ستر عورت کے احکام۔ پردہ، شرم وحیاء کی اہمیت وغیرہ کے احکام قدم قدم پر رہنمائی کرنے کیلئے موجود ہیں۔ زنا جیسی فحاشی کے اسباب وعوامل روکنے کے سلسلہ میں قرآن وحدیث جن دلائل سے بھرے پڑے ہیں انشاء اللہ اس موضوع پر کسی وقت مستقل معروضات پیش کروں گا۔

فواحش کے اسباب: کیونکہ فحشا اور منکرات میں مبتلا ہونے کے عام طور پر تین اسباب و دواعی ہوتے ہیں۔ آپ نے مشہور مقولہ سنا ہوگا جسکے تین الفاظ اور ہر لفظ کی ابتداء زاء سے ہوتی ہے۔ زن' زر' زمین۔ ان تینوں یا ان میں سے بعض کے حاصل کرنے کیلئے انسان، شرافت، اخلاق، رواداری، جائز و ناجائز، نیکی اور گناہ کے تمام حدود پامال کر دیتا ہے انہی فواحش کا دوسرا نام معاصی ومنکرات ہیں۔

محترم حضرات! اللہ ہم اور آپ سب کو گناہوں کے ارتکاب سے محفوظ رکھے۔ جو اس کا شیطانی ذائقہ ولذت حاصل کر لے پھر اپنے آپ کو مزید گناہ کے کاموں سے بچانے کیلئے سخت محنت کرنی پڑے گی جس طرح بدن کی بے شمار بیماریوں میں کسی ایک میں مبتلا ہونے پر فکر مند' اندیشہ لاحق ہونا طبعی امر ہے حالانکہ دنیاوی بیماری کا ضرر گناہوں کے روحانی بیماریوں کے مقابلہ میں معمولی کیا؟ اسکی کوئی نسبت ہی نہیں۔ ان فحشاء اور منکرات سے احتراز اور بچنے کے اسباب وعوامل

جاننے اور ان پر عمل کرنے سے ہم بالکل غافل ہیں حالانکہ ہر وہ قول وفعل جسمیں اللہ کی نافرمانی اور انسان کو دوزخ کا ایندھن بننے کا ذریعہ بنے وہ فحش، منکر اور معاصی کے زمرہ میں داخل ہے۔

دوسروں کو نصیحت اور خود میاں فصیحت: گناہوں اور فحشاء کے قریب نہ جانے کا صرف یہ مقصد نہ لیا جائے کہ اوروں کو منع کرنے کا فریضہ تو ادا کیا جائے اور خود نفس امارہ بالسوء جو کہے، اس پر عمل کرلے۔ایسے شخص کا انجام خطبہ کے ابتداء میں حضرت اسامہؓ نے آنحضرت ﷺ سے جو روایت ذکر فرمائی صرف اوروں کو گناہ سے بچنے کی وعظ ونصیحت اور خود گناہوں کا رسیا ہونا۔ہم سب کیلئے عبرت کا لرزا دینے والا واقعہ ہے۔ایسے شخص کی مذمت کرتے ہوئے حق تعالیٰ جلالہٗ نے اپنے کلام مجید میں ارشاد فرمایا اتا مرون الناس بالبر وتنسون انفسکم یعنی کیا تم اوروں کو نیکی کی ترغیب دے کر خود کو بھلا بیٹھے ہو اور "یاایھا الذین آمنو لم تقولون مالا تفعلون" اے ایمان والو اور لوگوں کو ایسی باتوں (نیکی) کی طرف بلا کر خود نیکی پر عمل نہیں کرتے۔ربّ ذوالجلال ہمیں اور آپکو ان وعیدات سے محفوظ فرما کر ہر قسم کے فحشاء اور منکرات جو لاتعداد ہیں سے مصئون ومامون رکھے

بے حیائی کے ترویجی ادارے:

معزز دوستو! آپ حضرات مجھ سے زیادہ باخبر ہیں کہ کلمہ شھادۃ کے نام پر حاصل کردہ خداداد ملک پاکستان ان دنوں کن مشکلات اور بحرانوں میں گھرا ہوا ہے۔بے روزگاری کی شرح روز بروز بڑھ رہی ہے۔لوگ مہنگائی کیوجہ سے نہ صرف خود بلکہ بچوں سمیت خودکشیوں اور بچوں کو بیچنے کے واقعات روزانہ میڈیا کی زینت بن رہے ہیں۔معاشی، سیاسی اور امن و امان کی صورتحال نے ملک کی چولیں ہلا کر رکھ دی ہیں لوڈشیڈنگ، حکمرانوں کی کرپشن عروج پر ہے۔جس کا بس چلے اس دھرتی سے سرمایہ سمیت ہجرت کرنے پر مجبور، ڈاکہ زنی اور اغواء کا ہر طرف راج ہے۔جبکہ دوسرے طرف اس خطہ پاک کے مسلمانوں پر دین وایمان، غیرت وحیاء پر ڈاکہ ڈالنے والے چاروں طرف سے حملہ زن ہیں۔فحاشی اور بے حیائی کا دور دورہ ہے الیکٹرک پرنٹ میڈیا حتی کہ ضرورت کی اشیاء کے ڈبے، دکانوں سڑکوں اور بازاروں میں لگے ہوئے سائن بورڈ پر لگائے گئے تصاویر بے حیائی پر مشتمل ہیں۔ملٹی نیشنل، اور مقامی کمپنیوں کے ٹی وی پر دکھائے جانے والے اشتہارات، بے حیائی پر مشتمل مرد وزن کے مخلوط محافل ومجالس، مسلم معاشرہ اور اسلامی ملک کے لئے تباہ کن زہر سے کم نہیں۔حالانکہ عالمگیر مذہب اسلام کے تعلیمات اور قرآن وسنت کے صریح احکامات جو پاکیزگی۔عزت وابرو کے احترام اور پاک دامنی کے بلند اسلامی اقدار پر مبنی ہے، حیاء سوز اور تباہ کن اخلاق اور فحاشی سے بچنے پر شدت سے زور دے رہے ہیں۔کاش آج کے مسلمان مغرب کی اندھی تقلید ترک کر کے اسلامی تعلیمات پر عمل کی طرف واپس آجائیں۔تو اسلام کی عظمت رفتہ کی بحالی، مشکلات کے سیلاب سے بچنا ممکن نہیں بلکہ یقینی طور پر یہ ملک اسلامی معاشرہ پر مبنی ملک دینوی لحاظ سے بھی ترقی یافتہ ممالک کے صف اول میں شامل ہو کر بہترین نمونہ بن سکتا ہے۔شومئی قسمت کہ غیروں کی نقالی میں نہ ہم اسلامی اقدار

کو اپنا سکے اور نہ غیر مسلموں میں عزت وعظمت کا مقام حاصل کر سکے۔ اسکے بجائے پوری امت مسلمہ بے حیائی، فحاشی جو بدترین گناہوں کی جڑیں ہیں میں مبتلا ہو کر رب العزت کے وعید کے حقدار ٹھہرے فرمان باری تعالیٰ ہے:''ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشة فی الذین آمنولھم عذاب الیم فی الدنیا والآ خرة واللہ یعلم وانتم لاتعلمون''

ترجمہ: بلاشبہ جولوگ مسلمانوں میں فحاشی کو عام کرنا اور پھیلانا چاہتے ہیں تو ان کے لئے دنیا وآخرت میں دردناک عذاب ہیں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے'' حیاء جو ایمان کی اہم شاخ ہے ارشاد نبوی ﷺ ہے''الحیاء شعبة من الا یمان ''اور''لا ایمان لمن لاحیاء'' اور''اذا لم یستحیی فاصنع بماشئت یعنی جب حیاء ختم ہو جائے جو چاہو کرو جسے ایمان اور طمانیت اور کفار کے تسلط سے نجات مل سکتی ہے دنیا کی کونسی مصیبت ہے جس سے ہم محفوظ ہیں؟ یہ تو اللہ کے فرمان کے مطابق دنیا کی سزا ہے اگر پھر بھی راہ راست پر نہ آئے تو آخرت میں جو کچھ ہونا ہے اس کا علم اللہ ہی کو ہے

شرف انسانیت:

محترم دوستو! اب مختصر انداز سے تلاوت شدہ آیت میں پانچویں منکر یا جرم جو مسلمان کو قتل کرنے سے منع کرنے کا ہے ذکر کرنے کی کوشش کروں گا۔ اللہ جل جلالہ نے انسان کو تمام مخلوقات پر فوقیت دیتے ہوئے ان کے بارہ میں فرمایا''ولقد کرمنا بنی آدم و حملنا ھم فی البر والبحر'' یعنی بنی آدم کو حسن صورت نطق، تدبیر اور عقل وحواس دیئے جن سے دینوی واخروی نفع اور نقصان کو پہچانتا ہے اچھے برے کا فرق کرتا ہے جدھر چاہے ترقی کے راستے اس پر کھلے ہیں۔ سمندروں، پہاڑوں اس طرح بے پناہ انعامات دے کر تمام چیزوں کو اسکے لئے اسکا مسخر بنا دیا۔ دوسرے جگہ ارشاد فرمایا۔ ''و نفخت فیہ من روحی'' روح کی اضافت اللہ نے اپنی طرف صرف انسان کی اکرام، شرافت اور انسانی روح کے امتیاز دیگر مخلوقات سے ظاہر کرنے کیلئے فرمائی اور پھر تمام مخلوقات، انسانوں اور امتوں میں امت محمدی ﷺ کو''کنتم خیر امة'' بہترین امت کے لقب سے نوازا اللہ جل جلالہ کے علم ازلی میں پہلے سے ہی یہ مقدر تھا جسکی خبر بعض سابقہ انبیاء کو بھی دی گئی تھی جس طرح سردار انبیاء ﷺ تمام انبیاء سے افضل ہیں آپ کی امت بھی تمام اقوام وامتوں پر سبقت لے جائے گی۔ اسکا وجود ہی اسلئے ہوگا کہ دوسرے کی خیرخواہی کرے۔

مسلمان کی عزت واحترام:

محترم حاضرین! سارے کائنات اور مخلوق میں محبوب مخلوق انسان اور ہزاروں لاکھوں ماں باپ کی محبت سے زیادہ محبت اللہ جل جلالہ کی ایک مسلمان کے ساتھ ہے۔ اسلئے بے شمار آیات واحادیث میں مالک کون ومکان اور رحمة للعالمین نے اپنے مخاطبین کو بار بار تاکید کی کہ مسلمان وہ ہے جسکے زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان کی جان مال محفوظ ہیں قران نے صرف تین مواقع پر مسلمان کو جان سے مارنے کی اجازت دی ہے ارشاد نبوی ہے:عن عبداللہ بن مسعود قال قال

رسول ﷺ لایحل دم امری مسلم یشهد ان لا اله الا الله وانی رسول الله الا باحدیٰ ثلاث النفس والشیب الزانی والمارق لدینه التارک للجماعة (بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کر رہے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ مسلم انسان کی جو اس بات کی گواہی دے کہ صرف اللہ ہی معبود ہے اسکے علاوہ اور کوئی نہیں اور بلاشبہ میں اللہ کا رسول ہوں اسکا خون بہانا جائز نہیں البتہ اگر ان تین باتوں سے ایک موجود ہو (۱) عمداً قصداً قتل کرنا جسکی کوئی وجہ نہ ہو اسمیں قصاص ہے اسکو حق ہے کہ قاتل سے شریعت کے مطابق بدلہ دے (۲) شادی شدہ مسلمان، مکلف اور آزاد کا زنا کرنا۔ اسکو رجم یعنی سنگ سار کیا جائے۔ (۳) جو مسلمان دین سے مرتد ہو جائے اسکو قتل کرنا جائز ہے۔ اس طرح حضرت عمرؓ سے نقل ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تک کوئی مسلمان ناحق قتل کا مرتکب نہ ہو وہ اپنے دین کے رحم وکرم، سہولتوں وسعت وکشادگی میں رہتا ہے۔ خون ناحق سے اسپر تنگی مسلط ہو جاتی ہے اور یہ آدمی بھی ان لوگوں کے جماعت میں شامل ہو جاتا ہے جو اللہ کی رحمت سے محروم ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس عذاب سے بچائے۔ یہ جان تو ہر چیز کی طرح محبوب امانت ہے جسمیں تصرف وہ ہوگی جس کی اللہ نے اجازت دی ہو اسی وجہ سے رب کائنات نے فرمایا ''انه من قتل نفساً بغیر نفس او فساد فی الا رض فکانما قتل النا س جمیعاً و من احیا ها فکانما احیا النا س جمیعا'' ترجمہ: جو کوئی قتل کرے ایک جان کو بلا وجہ جان کے یا بغیر فساد کرنے کے ملک میں تو گویا قتل کرڈالا اس نے سب لوگوں کو اور جس نے زندہ رکھا (بچایا) ایک جان کو تو گویا زندہ کر دیا یعنی بچایا سب لوگوں کو۔

مسلمانوں کی تباہی میں میڈیا کا کردار:

محترم دوستو! مسلمان کے جان و مال کی اہمیت پر اگر گھنٹوں بات کیجائے حق ادا نہ ہوگا۔ مگر ہائے افسوس کہ آج اگر ارزاں ترین چیز ہے تو وہ انسان کی جان ہے۔ زر، زن، زمین کی بات کو تو اب مسلمان بھلا چکے ہیں اخبار اٹھائیں الیکٹرانک میڈیا میں نوے فیصد خبریں مسلمانوں کے معمولی معمولی باتوں پر مارنا ہے اور اب تو اگر ایک گھر میں سب مرد و زن اور بچوں کو مارنے کی ہولناک خبریں بھی ہم لوگ معمول سمجھ کر اسے پڑھنا ہی گوارا نہیں کرتے اور نہ فکر اور غم ہے۔ خون مسلم کی ہولی اگر ایک طرف کفار کھیل رہے ہیں۔ تو دوسری طرف بیٹے کا ماں باپ کو، اپنے رشتہ داروں وعزیز اقارب، شوہر کا بیوی کو قتل کرنا ایک محبوب مشغلہ بن گیا ہے۔ اور اس طرح ہم نے اسے گناہ سمجھنا چھوڑ دیا ہے جسکی وجہ سے ہم سب تباہی و بربادی، کفار کیلئے سجا ہوا دستر خوان بن گئے، آیت کریم میں اس آخری اور خطرناک حکم سے منع فرمایا گیا شہر شہر ٹارگٹ کلنگ، دیہات کا یہی حال، بازار گلیوں کی یہی صورت اللہ تعالیٰ ہم سب امت مسلمہ کو ان پانچوں جرائم سے بچنے کی توفیق دے۔ حکومت نام کی کوئی شئی نہیں۔ مسلمانوں نے بھی اسلامی اقتدار کا بہترین درس جو رحمت اور شفقت کا تھا بالائے طاق رکھ دیا۔

پروفیسر ڈاکٹر اعجاز فاروق اکرم

سیرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور کسب معاش

تخلیق کائنات سے لے کر آج تک روزی کمانا اور معاشی ضرورتوں کو پورا کرنا ہر فرد، خاندان، قوم بلکہ اقوام عالم کی بنیادی اور عالمگیر اہمیت کی حامل ضرورت رہا ہے، موجودہ زمانے میں تو انسانی زندگی اور معاشرت میں ایسے حد درجہ سیاسی اہمیت بھی حامل ہے، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کسب معاش محض اقتصادی مسئلہ نہیں بلکہ اس کا گہرا تعلق معاشرتی، دینی اور اخلاقی معاملات سے بھی ہے، اسی لئے آج معاشی مواقع زیادہ ہونے، کاروبار کے فروغ، وسائل کی کثرت، دولت کے انبار اور مضبوط عالمی واقوامی اقتصادیات، شرح آمدنی کے اوپر جاتے اعداد و شمار کے باوجود دنیا غربت و افلاس، بھوک، قحط اور تنگی سے دوچار ہے۔

انسانی زندگی کے دیگر تمام معاملات کی طرح معاشی پہلو بھی محسن انسانیت ﷺ کی حیات طیبہ کا محتاج ہے، کامل ذات اقدس کی سیرت کے پاکیزہ نقوش کی روشنی میں انفرادی و اجتماعی اور عالمی معاشیات کے اصولوں کی تنظیم و تربیت و تشکیل کے بغیر سکوں کے یہ خزانے انسانیت کو امن و سکون نہیں دے سکتے۔

جناب رسالت مآب ﷺ نے اپنی معاشی زندگی کا آغاز دس برس کی عمر میں گلہ بانی سے کیا۔ ایک طرف تو یہ کسب معاش کا اولین زینہ تھا تو دوسری طرف قیادت انسانی اور امامت انقلاب کی جانب سفر کا پہلا قدم بھی۔ آپ ﷺ نے اپنے خاندان اور سرداران قریش کے آبائی پیشہ تجارت کو کسب معاش کا وسیلہ بنایا۔ روایات کے مطابق اپنے چچا کے ساتھ پہلا سفر شام کی جانب بارہ سال کی عمر میں کیا ایک اور چچا زبیر بن عبدالمطلب کے ہمراہ یمن بھی گئے۔ ۲۰ سال کی عمر میں ابوبکرؓ کے ساتھ شام کا ایک بار پھر سفر کیا۔ کبھی آزادانہ تجارت کی تو کبھی حضرت خدیجہؓ کے نمائندہ بن کر اور کبھی قیس بن سائب کے ساتھ شراکت داری کا کاروبار کیا۔ بحیثیت تاجر بحرین، عمان، فلسطین اور حبشہ اور عرب کے مشہور بازاروں کبغاشہ اور میرش کے علاوہ مشقر اور بین الاقوامی تجارتی بندرگاہ دباء کی جانب سفروں کی روایات سیرت کی کتابوں میں ملتی ہے۔ آپ ﷺ جس تجارتی قافلے یا گروپ کے ساتھ وابستہ ہوئے اس کے لئے خیر و برکت اور بے شمار منافع کے ساتھ نیک نامی اور پاکیزہ شہرت کا سبب بنے۔ بحیثیت تاجر صداقت، دیانت، امانت، سخاوت، صلہ رحمی، غریب پروری، بے کسوں کی امداد، حسن سلوک، معاملہ فہمی، دانائی کے ساتھ ہر دلعزیزی کے پیکر کے طور پر پہچانے گئے۔ سرداران عرب آپ کو ''الصادق'' ''الامین'' کے القاب سے یاد کرتے۔

اعلان نبوت کے بعد کسب معاش کی بجائے تبلیغ و اشاعت اسلام اور دعوات حق آپ ﷺ کی ترجیح قرار پائے۔ آپ

ﷺ کی معاشی ضرورتوں کو پورا کرنے میں رفیقہ حیات خدیجہ الکبریٰؓ اور صدیق مخلص ابوبکرؓ نے نمایاں کردار ادا کیا۔

آپ ﷺ نے نبوت سے پہلے نہ بعد کسب معاش کو ترجیح اول نہیں بنایا۔ جو کمایا اسے اعلیٰ اخلاق کی تکمیل اور اعلیٰ مقاصد کے حصول پر خرچ کر دیا۔ لوگوں کی فلاح و بہبود' دستگیری اور بھلائی پر لگا دیا۔ خود غرضی سے پاک ایثار قربانی' سخاوت اور خدمت خلق کا نمونہ پیش کیا۔__ بحیثیت تاجر صاف گوئی' معاملات میں کھرے پن اور دیانت کا عملی مظاہرہ کیا۔ مشترکہ کاروبار بھی کیا مگر نہ اعتماد کو ٹھیس پہنچائی نہ بے اعتمادی کا رویہ اپنایا۔ تجارت سے خوب کمایا مگر جمع نہیں کیا۔ آپ کا معمول تھا کہ جو کچھ پاس ہوتا جب تک ضرورت مندوں کو نہ دے دیتے" آرام سے نہ بیٹھتے۔

کسب معاش کے اس نبوی سفر میں انسانیت کو تجارت' معیشت اور اقتصادیات کے بے شمار راہنما اصول ملے۔ کاروبار میں زیادتی کرنے والے کی بجائے زیادتی کیئے جانے والے کی حمایت' بڑے تاجروں کے ساتھ چھوٹے تاجروں کے مفادات کا تحفظ اور حوصلہ افزائی' تجارت کے فروغ کے مواقع سامان تجارت کی مناسب قیمت پر فروخت سچائی' دیانتداری' باہمی اعتماد اور عہد کی پاسداری' بحیثیت تاجر آپؐ نے یہ سب امور عملاً اپنائے۔

آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا مدنی دور معاشی عُسرت کا دور تھا' مواقع کم' ذمہ داریاں زیادہ اور زندگی کی ترجیحات میں مکمل تبدیلی' لہٰذا معاشی ضروریات میں جہاں صحابہ کرام نے تعاون کیا وہیں اللہ رب العزت نے فقر و قناعت اور سادگی کی دولت سے مالا مال کر دیا۔ فتوحات وغنائم کے ذریعے ضرویات فراہمکیں' ہدایا اور قرض سے بھی کام چلایا۔ مگر معاشی الجھنوں نے انسانیت کی راہنمائی کے عظیم فرض سے لحہ بھر غافل نہیں کیا۔ کسب معاش کے حوالے سے امت کے لئے ایک نمونہ مکی دور میں شعب ابی طالب میں طویل معاشی مقاطع کے زمانے میں بے پناہ صبر واستقامت' اور عزیمت کی صورت میں فراہم کیا۔ معاشی الجھن کس قدر سخت اور آزمائش کے گرداب کتنے ہی گھرے' نہ ایمان پر سمجھوتہ' نہ عمل میں خرابی اور کمزوری۔__ حیات پاک کی کسب معاش کیلئے کی گئی جدوجہد میں اپنے اہل وعیال اور زیر کفالت افراد کیلئے کمانے کو فرضیت کا درجہ دیا گیا۔ طلب کسب الحلال فریضة بعد الفریضة. رزق حلال کی ترغیب دی گئی۔ طوبیٰ لمن طاب کسبة رزاق مطلق پر یقین کا درس ملا۔ وما ن دابة الاعلی الله رزقها ۔محنت کی عظمت کی اہمیت اجاگر ہوئی۔ ایک مزدور صحابی کا سخت ہاتھ چوما تو فرمایا تلك يد يحبها الله ورسوله یہ وہ ہاتھ ہے جسے اللہ اور اسکا رسول پسند کرتے ہیں۔ الکاسب حبیب الله کمانے والا اللہ کا دوست قرار پایا۔ ارشاد ہوا: اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کسی نے نہیں کھایا۔ انفاق فی سبیل اللہ کا حکم ملا۔ فی اموالهم حق معلوم للسائل والمحروم. معاشرے کے حقداروں' عیالداروں اور ضرورت مندوں کی ضرورتوں کا مستقل حل عطا ہوا۔ میانہ روی قناعت' سادگی' سخاوت دنیانی کو اپنانے کے ساتھ زکوٰۃ' صدقات' قرض' تحفہ' میراث کی ادائیگی کا غور دیا گیا۔ کسب معاش میں دولت جمع کرنے' سودی کاروبار' بخل' اسراف نمود و نمائش' ذخیرہ اندوزی اور استحصال سے نفرت اور اجتناب کی روشنی ملی۔ آیئے! کسب معاش کے جدوجہد میں نبوی ترجیحات و معمولات' اصول واحکام کو اپنائیں اور فروغ دیں۔

قسط (۱۲)　مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی
استاد جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

ماخوذ از خودنوشت ڈائری ۱۹۵۵ء

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزہ و اقارب' اہل محلہ و گردوپیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔آپ کی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی گئی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ'تحقیقی عبارت'علمی لطیفہ'مطلب خیز شعر'ادبی نکتہ'اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا ۔ضروری سمجھا گیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوق مطالعہ استفادہ کرسکیں۔تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں............... (مرتب)

حضرت شیخ الحدیثؒ کی مصروفیات

شیخ الحدیثؒ کی امروہا آگرہ میں طالب علمی:

امروہہ کے ایک ڈاکٹر کو (شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ) نے فرمایا کہ میں طالب علمی کے زمانہ میں امروہہ میں چھ ماہ رہ چکا ہوں' جن دنوں مولانا عبدالشکور لکھنوی اور مولانا کا مناظرہ دس دن ہوا تھا۔مولانا عبدالرحمٰن امروہوی کی ملاقات بھی ہوا کرتی تھی۔آگرہ میں بھی تعلیم حاصل کی۔　(جنوری ۵۵)

حاجی ترنگزئی صاحبؒ کے لئے دو سفر

والد ماجد نے فرمایا کہ میں ایک بار قنداری باجوڑ گیا' جب کہ حضرت حاجی صاحب بقید حیات تھے اور ان کے لڑکے

بادشاہ گل صاحب اور خان آف نواگئی کی لڑائی تھی اور ایک دفعہ حاجی صاحب مرحوم کی وفات کے بعد بھی گیا' حضرت حاجی صاحبؒ سے والد ماجد بیعت بھی ہوئے۔ (جنوری ۵۵)

حاجی ترنگزئی صاحبؒ سے بیعت اوران کا اظہار اعتماد:

جناب عثمان الدین [1] استاد اکوڑہ کہتے ہیں کہ میں بھی حضرتؒ کے ساتھ حاجی صاحب ترنگزئیؒ کی خدمت میں جانے والے رفقاء میں سے تھا' حضرت حاجی صاحب ترنگزئی مرحوم کے ہاں دور دراز کی مسافتوں اور مشقتوں کے بعد جمعرات کی شام کو ہم لوگ وہاں پہنچے حضرت حاجی صاحب ترنگ زئی کو جب یہ معلوم ہوا کہ مولانا عبدالحق صاحب جو ایک مشہور عالم دین ہیں' تشریف لائے ہیں' تو انہوں نے آپ اپنی خاص قیام گاہ میں بلایا ہم سب کو خصوصی کھانا کھلایا جمعہ کے دن نماز جمعہ سے قبل حضرت شیخ الحدیثؒ نے حضرت صاحب ترنگ زئی کے حکم کی تعمیل میں نہایت بلند پایہ تقریر کی۔ جمعہ کے بعد حضرت حاجی صاحب نے اپنی ٹوپی مبارک اتار کر آپ کے سر پر رکھ دی جو کمال محبت واعتماد کی دلیل ہے اور غالباً بیعت پھر جمعہ کی نماز کے بعد ہوئی۔ حضرت نے بے حد دعائیں کیں۔ دو تین دن نہایت اعزاز واکرام سے رکھا اور اکثر اپنے ہیں کی خاص مجالس میں رکھا ایک مجلس میں حضرت کے صاحبزادے بادشاہ گل صاحب کے ساتھ ذکر کے موضوع پر عجیب وغریب گفتگو رہی' اسی سفر کے بعض رفقاء حاجی محمد یوسف جناب قدرت شاہ اور جناب شیرین صاحب وغیرہ بھی ساتھ تھے۔ (جنوری ۵۵)

سنت رسول ﷺ کی مخالفت میں پاکستان اسٹینڈرڈ اخبار کی زہرافشانی اور شیخ الحدیث کا احتجاجی خطاب:

حضرت قبلہ والد صاحب نے نماز جمعہ سے قبل پاکستان اسٹینڈرڈ (اخبار) جس نے سنت رسول ﷺ کی مخالفت میں زہر اگلا ہے کے خلاف حکومت سے شدید احتجاج کیا اور اخبار مذکورہ کی شدید مذمت کی۔ (۱۸ فروری ۵۵)

---

(۱) مرحوم عثمان الدین استاد اکوڑہ خٹک کے ایک معزز خاندان کے سرکردہ بزرگ تھے' یہ خاندان ہمارے جد امجد کی قدیم رہائش گاہ واقع محلہ باغبانان اکوڑہ خٹک کے ہمسائے تھے' یہ ہمارے اجداد جناب عبدالحمید بابا جناب میر آفتاب (والد ماجد جد امجد مرحوم) وغیرہ کا آبائی گھر تھا۔ شیخ الحدیث قدس سرہ کا مولد بھی یہی گھر تھا' بعد میں جد امجد الحاج معروف گل محلہ لکی زئی کے مکان میں منتقل ہوئے' یہاں مسجد تعمیر کی گئی جو عرصہ تک قدیم دارالعلوم حقانیہ کا مرکز رہی۔ جد امجد مرحوم نے اس مسجد کی امامت وخطابت کے خدمات حسبۃ للّٰہ انجام دیتے رہے' جسے بعد میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق قدس سرہ اور اسکی اولاد نے جاری رکھا۔ خود ذریعہ معاش تجارت رکھا اسی سلسلہ میں آپ نے عمارتی چوب کا کاروبار کیا' تو جناب عثمان الدین استاذ مرحوم کو اس کاروبار میں شریک رکھا' اس مسجد قدیم کے سامنے عمارتی لکڑی کا ایک بڑا گودام تھا' ہماری آبائی ملکیت کی یہ عمارت اب تک گودام کے نام سے مشہور ہے۔

منکرین حدیث کی تباہی خسرو پرویز کی طرح:

والد صاحب نے فرمایا کہ خسرو پرویز (کسریٰ) نے نبی کریم ﷺ کے والا نامہ (حدیث) پھاڑ ڈالا' خدا تعالیٰ نے حسب ارشاد نبی ﷺ اسے بھی ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اسی طرح پرویزیوں (منکرین حدیث) کو بھی خدا ہلاک کرڈالے گا۔

والد کا نماز جمعہ میں برائے نام مسلمانی کے موضوع پر خطاب:

۲۳ رستمبر کل والد ماجد مدظلہ' مولوی نورالحق کے والد حضرت پیر صاحب کی وفات پر فاتحہ خوانی وتعزیت کیلئے محب بانڈہ تشریف لے گئے۔ حافظ سید نور بادشاہ بھی ساتھ تھے۔ حضرت والد صاحب نے رات کو وہاں دو ڈھائی گھنٹے تقریر بھی کی آج دوپہر کو واپسی ہوئی' نماز جمعہ سے قبل والد صاحب نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ آج ہماری حالت یہ ہے کہ اسلام بھی ہمارے ہاں ایک برادری کے نام جیسا ہے جیسا کہ سید شیخ قریشی وغیرہ کی نسبتیں' ان کے لئے کسی کسب و کام کی ضرورت نہیں' اسی طرح ہم آج برائے نام مسلمان ہیں۔ کرتے کچھ بھی نہیں ہیں' ہمیں صحیح معنوں میں مسلمان بننا چاہیے' کلمہ لا الہ الا اللہ پر ہمیں سوچنا ہوگا کہ ہم کس چیز کا اثبات اور نفی کر رہے ہیں۔ ہم سب کو بر حال اور بر وقت خداوند کریم کا مطیع ہونا چاہیے۔ سامعین میں اکثر لوگ باہر سے آنے والے مہمان تھے۔

شیخ الحدیث صاحب کا تعمیر بیت اللہ اور اسلامی شعائر کیلئے قیام کے حضرت ابراہیم کی جدوجہد کے موضوع پر خطاب جمعہ

والد ماجد نے نماز جمعہ سے قبل تعمیر بیت اللہ' اعلائے کلمۃ اللہ اور اسلامی شعائر کے قیام کے سلسلے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جدوجہد اور خداوند تعالیٰ کی خاطر مال اولاد بیوی اور وطن و ملک کی قربانیوں پر روشنی ڈالی۔ نماز جمعہ میں خان شیر افضل خان صاحب بدرشی نے بھی شرکت کی۔ (۳۰ ستمبر)

والد ماجد کے سفر لوند خوڑ اور خطاب:

پرسوں والد ماجد جناب عبدالغنی صاحب کے لڑکوں کے ختنہ کی تقریب میں شرکت کیلئے لوند خوڑ گئے۔ وہاں رات کو عظیم الشان اجتماع سے خطاب فرمایا اور پھر کل شام واپس ہوئے۔ (۰۲ ر اکتوبر)

شیخ الحدیث کا مولانا اظہار الحق آف جلالیہ کی شادی کی تقریب میں شرکت:

۵ ر اکتوبر ۵۵ء صفر المظفر حضرت والد ماجد جلالیہ علاقہ چھچھ میں مولوی اظہار الحق فاضل حقانیہ کی شادی کے تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔

مولانا حکیم محمد عمر مردان کی شادی

۶ رجون اکتوبر ۵۵ء۔ بندہ اور اراکین دارالعلوم حاجی یوسف صاحب' نور بادشاہ صاحب رحمان الدین' ملک امر الحیٰ دارالعلوم حقانیہ کے فاضل مولوی محمد عمر صاحب کی شادی کے تقریب میں شرکت کے لئے مردان روانہ ہوئے۔ نوشہرہ

میں والد صاحب جلالیہ سے واپسی پر ہمارے ساتھ آ ملے اور پھر ہم مردان پہنچے۔ جہاں والد صاحب کی اکثر زعماء مردان سے ملاقاتیں بھی ہوئیں۔ شام کو چناب ایکسپریس اکوڑہ سے واپسی ہوئی۔ برلب سڑک اکوڑہ خٹک میں مولانا عبدالرحمن کاملپوری سے بھی ملاقات ہوئی۔ مختصر گفتگو بھی کی۔

شیخ الحدیث کا آفات وبلیات کی وجوہات کے موضوع پر تقریر جمعہ:

(۷راکتوبر) والد ماجد نے نماز جمعہ سے قبل تقریر میں "آفات وبلیات کے وجوہات" پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے خشیت الٰہی، عدل، انصاف صدق و امانت کے فقدان پر اظہار غم وافسوس کرتے ہوئے لوگوں کی توجہ اس طرف دلائی۔ علماء وطلباء کو مخاطب کرتے ہوئے اخلاقی حالت گرنے پر ازحد افسوس فرمایا کہ آخر ہماری اصلاح کس چیز سے ہوگی، قرآن وسنت اور علم سے ہم نہ سدھرے، ہماری زندگی کا کونسا حصہ ہے جس میں ہم خشیت الٰہی کے ساتھ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی پابندی کرتے ہوں، اس موقع پر سامعین پر اچھے خاصے اثرات تھے۔

باضابطہ سنگ بنیاد کے لئے دارالحدیث کا انتخاب سنت نبوی کی عجیب متابعت

۱۳راکتوبر ۵۵ مطابق، صفر ۱۳۷۵ھ بنیادی بھری جارہی ہیں، ۳۰۔۳۵ مزدور آج کل کام کررہے ہیں۔ آج والد ماجد اور دیگر اساتذہ، طلبا وار اکین نئی زیر تعمیر عمارت میں تشریف لے گئے۔ بنیادیں چونے گارے سے بھرگئی ہیں۔ باضابطہ سنگ بنیاد رکھا گیا۔ ایک پتھر منتخب کیا گیا والد ماجد صدر صاحب (مولانا عبدالغفور سواتی) اور دیگر حاضرین نے طویل خشوع وخضوع سے دعا کی، قبولیت کے آثار نمایاں تھے، والد ماجد نے سنت نبوی کے اتباع میں پتھر ایک چادر میں رکھنے کی تجویز پیش کی اس پر سب خوش ہوئے اساتذہ طلباء سب نے مل کر پتھر اٹھوایا پھر نہایت عاجزی سے والد ماجد نے دعا کی اور واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت واسمعیل ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم کاورد کرتے رہے، سب آمین کہہ رہے تھے پھر سارے حاضرین نے حضرت صدر صاحب کے کہنے پر تین مرتبہ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم پڑھا اور سب نے عاجزی خشوع سے دعا کی قبولیت کے آثار وانوار نمایاں تھے۔ ایک کیفیت وسرمستی سب حاضرین پر طاری تھی عجیب دلکش منظر تھا پھر والد ماجد اور حضرت صدر صاحب (ومولانا عبدالغفور سواتی مرحوم) نے مل کر پتھر مل کر چادر میں اٹھایا اور مجوزہ دارالحدیث کی مغربی سمت کے شمالی کونے میں رکھ دیا۔ خداوند کریم اس عمارت کو پایہ تکمیل تک پہنچا کر علوم ومعارف الٰہیہ کی نشرواشاعت وحفاظت اسلام کا ذریعہ بنادے اور اسلام کیلئے ایک مضبوط ناقابل شکست قلعہ اور چھاؤنی ثابت ہو۔ امین

شیخ الحدیث کے نماز جمعہ کا خطاب۔ سیلاب شامت اعمال ہے:

۱۴راکتوبر جمعہ۔ والد ماجد نے نماز جمعہ کے خطاب میں پنجاب کے سیلاب کو موضوع سخن بناتے ہوئے کہا کہ یہ سب کچھ ہماری شامت اعمال ہے، اس کے علاوہ اور کچھ نہیں مگر ہماری آنکھوں پر (غفلت کے) پردے ہیں خطاب میں

انہوں نے پنجاب اور دیگر علاقوں میں موجودہ بے حیائی کی شدید مذمت کی اور لوگوں کو عفت وعصمت انابت الی اللہ خشوع وخضوع کی تلقین فرمائی۔

علامہ گیلانی کی کتاب امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی پر تاثرات:

اس ہفتہ ڈائری لکھنے کا التزام ترک ہورہا ہے' کاش مجھے خداوند کریم ثبات واستقامت اور کام کو انجام تک پہنچانے کی ہمت وعادت عطا فرمائے۔ آمین۔ دن کو اکثر دارالعلوم کی تعمیر دیکھنے جاتا ہوں' آج علامہ گیلانی کی کتاب ''امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی'' کا مطالعہ شروع کیا۔ اس موضوع پر پہلی اور انوکھی وبہترین کتاب ہے۔ کلیات سے جزئیات نکالنا اور نقطے کو تفصیلات میں بدلنا علامہ گیلانی کا خاصہ ہے۔ خداتعالیٰ اسے اسلام کی خدمت کیلئے تاحین حیات سلامت رکھے تاکہ ہم ان کے فیوضات سے ہم مستفید ہوں۔ پہلے بھی اس کتاب کا مطالعہ کیا تھا' لیکن بدقسمتی سے ذہن میں کوئی بات محفوظ نہیں رہی۔ آج پھر مفصل مطالعہ شروع کردیا ہے۔ اور مکمل (ختم) کرنے کا ارادہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ امام ابوحنیفہ کی جلالت' عظمت مرتبت اور علوشان اس کتاب سے ظاہر ہوتی ہیں۔ حق پسندوں کیلئے اس میں بہت کچھ ہے' حقانیت امام واقربیت مذہب اہل السنۃ کیلئے قوی حجج (دلائل) مل سکتے ہیں۔ علم میں عبقریت وجامعیت' سیاست میں صحیح اسلامی سیاست کے علمبردار مالی حالت میں زبردست تاجر' سخاوت میں حاتم طائی اور زہد میں جس کے شاگرد داؤد طائی ہوں' قانون سازی میں امام اور بانی جس نے محمد' ابویوسف' زفر جیسے قاضی پیدا کئے' یہ سب امام صاحب کا خاصہ ہے۔

عبارا تنا شعی وحسنک واحد وکل الی ذاک الجمال یشیر

اے مقتدائے اسلام' اے عزیمت واستقامت کے اولین زبردست جامع تحریکی شخصیت کے حامل امام آپ کی قبر پر ہزاروں رحمتیں' تو نے کروڑوں مسلمانوں کی رشد وہدایت کی' رہنمائی کی۔ رضی اللہ عنہ واجعل فیوضاتہ علینا سابغۃ

پشاور میں سیرت کمیٹی اور انجمن تبلیغ الاسلام کے زیر انتظام سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر جلسوں میں شیخ الحدیثؒ کی شرکت اور خطابات:

۲۹۔ اکتوبر۔ ۱۲ ربیع الاول ۷۶: والد ماجد کے ساتھ اجتماعات سیرت میں شرکت کے لئے پشاور گیا۔ سید نور بادشاہ صاحب اور میر احد گل میاں (شیخ میاں صاحب) بھی ہمراہ تھے' عصر کو ۴ بجے پہنچے۔ حاجی کرم الٰہی صاحب نے ٹیلیفون کرکے ہمیں اپنے ہاں آنے کی دعوت دی۔ اس لئے پہلے وہاں گئے۔ بعد والد ماجد مدظلہ کا سیرت کمیٹی کے زیر انتظام اسلامیہ ہائی سکول کے جلسہ میں خطاب تھا' وہاں شام تک والد ماجد نے تقریر کی' پھر حاجی صاحب کے ہاں آکر کھانا کھایا۔ عشاء کے بعد پشاور صدر میں انجمن تبلیغ الاسلام کے زیر انتظام جلسہ میں والد صاحب نے تقریر کرنی تھی' وہاں گئے' حاجی یوسف صاحب' مولوی عبداللہ شاہ' رحمان الدین حاجی صاحب بھی بعد میں پشاور پہنچ گئے وہ بھی جلسہ میں شریک ہوئے۔ یہاں والد ماجد مدظلہ نے ڈھائی گھنٹہ تک ولولہ انگیز اور پر اثر تقریر کی۔ حاضرین کی تعداد کافی تھی' رات

سونے کیلئے حسب وعدہ حاجی کرم الٰہی کے ہاں گئے۔

مولانا عبدالحنان ہزاروی کی آمد والد صاحب سے ملاقات اور زیر تعمیر رقبہ کا معائنہ

۳۰ را کتوبر: صبح حاجی صاحب کے ہاں ناشتہ سے فراغت پر رخصت ہوئے۔ مولانا الحاج عبدالحنان ہزاروی آج والد صاحب سے ملاقات کے لئے اکوڑہ آرہے تھے' اس لئے پشاور سے جلدی نکل آئے۔ ۱۰ بجے اکوڑہ پہنچے۔ مولانا عبدالحنان ہزاروی ہم سے پہلے پہنچ گئے تھے۔ والد صاحب سے تفصیلی ملاقات ہوئی ۴۔۵ گھنٹہ یہاں رہے۔ مولانا امسال حج سے واپس ہوئے ہیں' دارالعلوم کے زیر تعمیر رقبہ دیکھنے کے لئے بھی تشریف لے گئے۔

ضرورت علم دین وفضیلت علماء پر شیخ الحدیث صاحب کا خطاب:

والد صاحب نے ضرورت علم دین وفضیلت علماء پر بہترین تقریر کی۔ جمعرات کے دن میاں اکرم شاہ صاحب تشریف لائے۔ اپنے لاڈلے ننھے بیٹے مختیار عالم شاہ کو ہمارے سپرد کردیا تاکہ یہاں اس کی تعلیم وتربیت ہو (شعبہ) تعلیم القرآن میں داخل کئے گئے' ہماری بیٹھک میں مقیم ہیں۔

اس ہفتہ کے دوران تقریباً تمام پرانے خطوط کے ذخیرے چھانتا رہا۔ اس باغیچہ میں ہر رنگ' ہر قسم کے پھول' ہر قسم کے میوے ہر قسم کے کانٹے اور خس وخاشاک پائے گئے۔ کافی تکلیف (محنت) کے بعد گنجینہ علم وعرفان ونجات اور سرمایہ آخرت تک پہنچا۔ بہت کام کے خطوط ہاتھ آئے' جوان شاء اللہ ضائع ہونے سے بچ گئے' جن میں حضرت شیخ مدنی مدظلہ (حسین احمد صاحب)' حضرت شیخ الادب اعزاز علی صاحب' حضرت مہتمم مدظلہ دیوبند (قاری طیب صاحب) نائب مہتمم (مولانا مبارک علی) مدظلہ' مولانا عبدالسمیع' مولانا محمد میاں ناظم جمعیۃ' مفتی احمد سعید صاحبزادہ اسعد سلمہٗ مولوی عبدالاحد دیوبند' مولانا شمس الحق افغانی' مولانا نصیر الدین غورغشتی' مولانا مفتی محمد حسن لاہور' مولانا عبیداللہ انور لاہور' مولانا غلام غوث ہزاروی' مولانا بہاء الحق قاسمی' مولانا گل بادشاہ سرحد' خواجہ نظام الدین تونسہ شریف' مولانا عبدالحق نافع' مولانا ازہر شاہ قیصر' مولانا عبدالحنان ہزاروی' پیرزکوڑی شریف' مولانا عبداللہ درخواستی' مولانا خیر محمد ملتان' مولانا عبدالخالق قاسم العلوم ملتان' مولانا محمد اشرف صاحب پشاور' مولانا قاضی زاہد الحسینی' مولانا محمد شفیع دیوبندی' مولانا احتشام الحق تھانوی' مولانا ایوب جان پشاور' مولانا عبدالقیوم پوپلزئی' حاجی وجیہ الدین کراچی' حاجی قاسم الدین' ملک مراد خان شنواری' خان اعلیٰ زمان خان اکوڑہ' محمد جلال شہزادہ جہانگیر آباد' قاضی امین الحق' بادشاہ گل' قاضی عبدالسلام مولانا سیاح الدین کاکاخیل' دادا جان حضرت قبلہ حاجی معروف گل قدس سرہٗ' مولانا سید احمد قدس سرہ العزیز شالفین صاحب حق' حاجی غلام حسین مرحوم' رفیق جدامجد فی الاخرۃ' ودیگر ممتاز اکابرین واساطین امت جن کے نام یاد نہیں قابل ذکر ہیں۔

خصوصاً ان خطوط میں سے جو دیوبند کے زمانہ تدریس میں والد ماجد مدظلہ کو اکابرین واساتذہ دیوبند نے لکھے تھے' خاص

مفید ہیں' ان سے والد ماجد کی گزشتہ (ماضی زندگی قیام وحالات دیوبند وغیرہ پر روشنی پڑتی ہے۔ خدا ان جواہر پاروں کو محفوظ رکھے۔ امین۔

۸ ستمبر ۱۹۵۵ء:　والد ماجد دارالعلوم اسلامیہ شیر گڑھ کے سالانہ اجلاس میں شرکت کے لئے اگلے دن واپسی ہوئی

مذہبی سیاسی حکومتی باگ ڈور نااہل کے ہاتھ میں علامت قیامت

۹ ستمبر: والد ماجد نے نماز جمعہ سے قبل تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ دیانت وامانت پر یہ کارخانہ عالم چل رہا ہے' اگر ملکی معاملات سیاسی باگ ڈور اور مذہبی قیادت بدنام وبددیانت لوگوں کے ہاتھ میں ہوگی' تو سمجھ لو کہ عالم اکبر کے ضعف کا زمانہ آ گیا ہے' اور قیامت قریب ہے' آج ہمارے ہر قسم کے معاملات کی باگ ڈور نااہل رہنماؤں کے ہاتھ میں ہے' رشوت ستانی اور بددیانتی کا ہر طرف دوردورہ ہے' اس کے علاوہ بھی کافی بیان کیا۔

۱۱ ستمبر: 　والد ماجد کسی جنازہ کی ادائیگی کے لئے شیدو تشریف لے گئے' شام کو واپسی ہوئی۔

مولانا سمیع الحق کے مشاغل ۔۔۔مطالعہ اور تاثرات

دوائی لینے کے لئے سفر راولپنڈی اور کتب کی خریداری:

آج راولپنڈی حکیم صاحب سے دوائی (مرض ناخن کے لئے) لینے گیا۔ حکیم صاحب نہیں تھے تو قاری محمد امین صاحب کی معرفت حکیم ڈاکٹر محمد اسلم حیات سے دوالی۔ وہاں مولانا عبدالحنان ہزاروی سے بھی ملاقات ہوئی۔ پھر کتب خانہ اشرفیہ سے سوانح قاسمی جلد اول مولفہ مولانا مناظر احسن گیلانی مبلغ ۷ روپیہ میں اور مولانا علی میاں کی "ماذا اخسر العالم بانحطاط المسلمین" بھی خرید لئے واپسی جمعرات کے دن ہوئی۔

پہلی دفعہ نماز تراویح کی امامت:

۸ رمئی ۱۵ رمضان بندہ نے پہلی مرتبہ اپنی مسجد میں نماز تراویح پڑھائی۔　　(۵۵)

سفرنامہ دیار عرب کے بارے میں احساسات:

۶ ستمبر ۵۵ء موافق ۱۸ محرم ۱۳۷۵ھ' آج سے روزنامچہ (ڈائری) لکھنا شروع کی' خدا تعالیٰ التزام کی توفیق عطا فرمائے۔ صبح دریائے کابل کی طرف گیا اس دوران مسعود عالم ندوی کا سفرنامہ دیار عرب پڑھنا شروع کیا' تقریباً سو صفحات پڑھے۔ مصنف کو تصوف سے بہت چڑ ہے۔ اور ہر شئی میں ضرورت سے زیادہ جدت پسندی اور سلفیت کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔

قاری کی تلاوت سے انسان کی ابتداء وانتہاء اور مقصد تخلیق پر غوروفکر:

صبح جامعہ کے قاری کی اذان کے ساتھ جو لاؤڈ اسپیکر میں کی جاتی ہے' اٹھا (بیدار ہوا) قاری صاحب نے اذان کے بعد سورہ الرحمٰن کی تلاوت شروع کی۔ خلق الانسان من صلصال کالفخار سے دل پر عجیب کیفیت طاری ہوئی کہ

انسان اتنی کمزور چیز سے پیدا کیا گیا' پھر خدا کے بعد تمام مخلوق میں سب سے بہتر بھی اسی کو بنایا۔ انسان کا مقصد تخلیق کیا ہے اور اسے کرنا کیا چاہیے تھا؟ خیالات وافکار کا ہیجان اور نیم غنودگی کا عالم تھا' میں سوچ رہا تھا کہ آخر اس حیات کا نتیجہ کیا ہے کہ قاری نے کل من علیھا فان کا نغمہ دلسوز سنا دیا۔

آہ ابتداء کیسی ضعیف چیز ہے اور انتہاء کیسی بے کسی اور بے بسی پر لیکن حضرت انسان درمیانی حالت ان سب چیزوں سے بے خبر (غفلت میں پڑا رہتا ہے) (۷ر ستمبر ۵۵ء)

شرح عقائد اور موضوع کی پیچیدگی:

امسال صبح کے پہلے دو گھنٹے (پیریڈ) تعلیم سے خالی ہیں۔ اسلئے مطالعہ اور دوسرے کام وغیرہ کرتا ہوں۔ نماز صبح کے بعد صدر صاحب (مولانا عبدالغفورؒ المعروف ھمزہ مولوی) کے مکان پر شرح عقائد کا مطالعہ کیا۔ تکوین وارادہ خداوندی کا مبحث تھا۔ ماتریدیہ' اشاعرہ وغیرہ نے موضوع سخن کو پیچیدہ بنا دیا ہے۔ اس اختلاف میں اکثر بھٹکتے ہیں۔ بہرحال معتزلہ نجاریہ کرامیہ کے مسالک پر تبصرہ کیا جا رہا ہے' کل ان شاء اللہ رؤیت خداوندی کی بحث شروع ہوگی۔

مصنف دیار عرب کی زائد از ضرورت اجتہاد وجدت پسندی:

دوپہر کے وقت ''دیار عرب میں چند ماہ'' کا مطالعہ کیا' تقریباً نصف سے زیادہ پڑھ لیا۔ مصنف کو تصوف و مشیخت رائجہ سے خاص چڑ ہے۔ علماء عصر کو جامد اور بے وقعت وخودغرض سمجھتے ہیں جو کہ اکثر اپنے عمامہ وجبہ کی حفاظت کر رہے ہیں' ان کے خیال میں اخوان المسلمین بھی زیادہ تر جذبات پر استوار ہے اور علمی و عملی فکر ونظر سے خالی ہے۔ مختصر المعانی اور شرح جامی جیسی کتب اس کے خیال میں برے و بیکار ہیں' مصنف اسلام کی خدمت کا درد رکھتے ہیں اور اس کے لئے کچھ کرنا چاہتے ہیں' لیکن نئے ڈھانچوں میں ڈھل کر کاش کہ اس آزاد خیالی اور زائد از ضرورت اجتہاد وجدت پسندی کو ترک کر دیتے ابھی مطالعہ جاری ہے' شاید دو دن میں ختم ہو جائے

مولانا محمد علی سواتی سے احوال تعلیم و تعلم پر گفتگو اور طلباء کا تکرار ومطالعہ میں انہماک:

ظہر کے بعد مولانا محمد علی سواتی مدرس دارالعلوم کے ساتھ ان کے تعلیم و تعلم اور احوال وغیرہ کے متعلق گفتگو ہوئی۔ بعد العصر سائیکل پر تفریح کے لئے نکلا۔ شام کے بعد شرح عقائد کا تکرار کیا۔ سہ ماہی امتحانات قریب ہیں دارالعلوم کے ماحول میں گہما گہمی ہے' دن رات تکرار ومطالعہ کا مشغلہ جاری ہے۔ خدا سب کو مزید توفیق عطا فرمائے۔

اجتہادی شان استعمال نہ کریں' اعتدال پر آئیں:

صبح ''دیار عرب'' کا قدرے مطالعہ کیا لیکن خاص دلچسپی نہ ہوئی۔ آج جماعت اسلامی کے لائل پوری آرگن ''المنیر'' کی اشاعت خاص نظر سے گزری' مولانا مودودی نے بخاری شریف واحادیث کے متعلق اپنے مسلک کی وضاحت کی ہے۔ لیکن بے جا تاویلوں اور تعبیروں سے کب تک کام لیا جا سکتا ہے' معتدل راستہ یہ ہے کہ وہ اس آزاد خیالی اور اجتہادی شان

کو ہر جگہ استعمال نہ کرے' انکے مسلک کے رو سے علماء ومشائخ کی وقعت (قاری کے دل میں) ضرور کم ہو جاتی ہے' خدا انہیں راہ اعتدال پر لائے۔ کام تو نظم وتنظیم کے لحاظ سے بہت اعلیٰ کرتے ہیں' دیگر مضامین بھی اچھے اور مفید۔ اخوان المسلمین کے جگر سوز مظالم کو بیان کیا گیا ہے۔ رسالے کا اکثر حصہ اہل حدیث حضرات پر تنقید وتبصرہ کا جواب شکوہ وشکایت اور اصحاب جماعت کے احادیث سے متعلق مضامین پر مشتمل ہے۔ ہمیں تو خـذ مـا صـفـا ودع مـا کـدر پر عمل کرنا چاہیے۔

ارادہ کو صفت الٰہی ماننے سے قائلین تناسخ کی پیچیدگیاں حل ہو جائیں گی:

ظہر کے بعد شرح عقائد کے درس میں ارادہ صفت الٰہی ہونے کی بحث تھی' حضرت الاستاد نے تناسخ کے قائلین کے سوالات وتحقیقات نقل کئے اور فرمایا کہ اگر ارادہ کو صفت الٰہی مانا جائے تو مسئلہ تناسخ والوں کے بہت سی پیچیدگیاں اور شبہات حل (ختم) ہو جائیں گے۔

آج طبیعت کچھ پریشان تھی' عصر کی نماز کے بعد تفریح کے لئے نکلا طبیعت کچھ معتدل ہوئی' خداوند کریم فراغت قلب واطمینان نصیب فرمائے۔ اعمال خراب ہوں تو بدن' قلب اور روح سب کچھ معطل معلوم ہوتے ہیں' سچ ہے کہ ظاہری حالت کا باطن پر اور باطن کا ظاہر پر اثر ہوتا ہے۔

کوہستان اخبار میں جمعیۃ الطلباء حقانیہ کے مطالبات اور الجزائر کے مسلمانوں کے حق میں قراردادیں:

کوہستان اخبار میں اجمل خٹک پر خان عبدالغفار کی شرکت اور مانکی کونشن کے سلسلہ میں کچھ اعتراضات پر بحث کی گئی ہے۔ جمعیۃ الطلبہ حقانیہ کے مطالبات بھی شائع ہوئے ہیں۔ الجزائر کے مسلمانوں' اخوان کے قیدیوں اور اسلامی دستور کے سلسلہ میں قراردادیں پاس کی گئی ہیں' خدا ہمیں صحیح اسلامی سیاسی شعور عطا فرمائے تا کہ دین کی صحیح خدمت ہو سکے۔ الفلاح اخبار میں بھی جمعیۃ الطلبہ کے مطالبے چھپ گئے ہیں۔

مکتوبات آزاد کا راتوں رات مطالعہ اور آزاد سے والہانہ وابستگی کا اظہار:

سعید صاحب (مولانا قاری سعید الرحمٰن مرحوم) سے ملا۔ مکاتیب ابوالکلام (کتاب) لائے تھے' یہ آزاد کے چند مکتوبات بنام علامہ شبلی نعمانی' علامہ سلیمان ندوی' محی الدین احمد وبعض دو دیگر حضرات کے نام کا جدید مجموعہ ہے۔ اس میں اکثر خطوط سید سلیمان ندوی کے نام ہیں' شام کے بعد راتوں رات کتاب سرسری مطالعہ سے ختم کر ڈالی۔ ضروری مطالعہ کے بعد جب بھی کوئی نئی کتاب نظر آتی ہے تو دیکھنے کو ترستا ہوں اور جب لکھنے والا امام الہند آزاد ہو تو پھر ''وفور اشتیاق'' اور بے صبری کا کیا عالم۔ اگر کتاب زیادہ طویل ہوتی تو شاید نیند بھی چھوٹ جاتی۔ (۹ ستمبر ۵۵ء)

مولانا انیس الرحمٰن ندوی *

''گاڈ پارٹیکل'' یا خدائی تخلیق کا شاہکار؟

۴ جولائی ۲۰۱۲ کو یورو پین آرگنائیزیشن فار نیوکلیئر ریسرچ سرن CERN نے جنیوا (سوئٹزرلینڈ) میں ایک اہم سائنسی انکشاف کا اعلان کیا جسے پوری سائنسی تاریخ کی ایک اہم ترین دریافت کے روپ میں دیکھا جارہا ہے۔ ماہرین طبیعیات کے مطابق انہوں نے ایک ذیلی ایٹمی ذرہ sub-atomic particle کو دریافت کرنے میں کامیابی حاصل کرلی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ دریافت اتنی اہم ہے کہ اس کی مدد سے ہماری کائنات کی تخلیق، اس کے رازوں اور اس کی لاینحل گتھیوں کو سلجھانے میں بے انتہاء مدد ملے گی۔ یہ دریافت کائناتی رازوں کے افشا کے لئے ایک کونجی کی حیثیت رکھتی ہے۔

اس دریافت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اس کو بروئے کار لانے کے لئے نصف صدی سے زائد کے وقفہ پر محیط چھ ہزار سائنسدانوں کی محنت اور ۱۰ ارب ڈالر کا صرفہ لگا۔

ہگس بوسون کی ماہیت اور اس کی اہمیت

اس تحقیق کی تمام تفصیلات گو ابھی پوری طرح منظر عام پر نہیں آئی ہیں۔ بلکہ اس سلسلے میں سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ انہیں اس بات کا اندازہ تو ہے کہ انہوں نے ایک اہم کائناتی حقیقت کو کھوج نکالا ہے مگر وہ اس دریافت کی مکمل ماہیت سے اب بھی ناواقف ہیں۔ سائنسدانوں کے مطابق بوسون ایک ذیلی ایٹمی ذرہ ہے جو کائنات کے تمام اقسام کے مادوں کو ان کی ظاہری کمیت، حجم، جسامت اور اشکال عطا کرتا ہے۔ دراصل ایٹم جو کائناتی مادہ کی عمارتی اکائی building block ہے یہ ذرہ اس کا ذیلی حصہ ہے اور اس میں موجود دوسرے ذیلی ذرات sub-atomic particles - الیکٹرون، پروٹون اور نیوٹران - کی تشکیل کرتا ہے، انہیں کمیت عطا کرتا ہے اور انہیں وہ طاقت فراہم کرتا ہے جس سے ہماری یہ عظیم الشان کائنات رواں دواں ہے۔ اس جوہری اور بنیادی ذرے کے بغیر ہماری اس کائنات کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

---

* جنرل سکریٹری، فرقانیہ اکیڈمی وقف، بنگلور انڈیا

سائنسدانوں کا ماننا ہے کہ اس انکشاف سے ہماری کائنات میں موجود غیر منتہی توانائی کو کھوج نکالا جاسکتا ہے، کائنات کے بے شمار رازوں کو فاش کیا جاسکتا ہے، انسان کے نقطہ آغاز کے متعلق معلومات فراہم ہوسکتی ہیں اور سب سے بڑھ کر خود ہماری کائنات جو کہ اب بھی ایک معمہ بنی ہوئی ہے اس کی تفہیم میں اس کے ذریعہ بے انتہاء آسانی پیدا ہوسکتی ہے۔

مذہبی حلقوں میں ہلچل

ہگس بوسون کے اس انکشاف سے جہاں سائنسی دنیا ایک انقلابی دور سے گزر رہی ہے وہیں اس نے نظریاتی میدان میں بھی ہلچل پیدا کردی ہے۔ لہذا اس انکشاف کے تعلق سے اخبارات ومجلات میں مذہب کی حمایت اور مخالفت میں دونوں قسم کے مضامین منظر عام پر آرہے ہیں۔ لہذا ہگس بوسون Higgs Boson کی اسقدر اہمیت کے پیش نظر بعض حلقوں میں اسے 'خدا' کا مترادف یا نفس 'خدا' سے تعبیر کیا گیا۔ گویا کہ خدا دریافت ہو چکا ہے اور اسے گاڈ پارٹیکل ''خدائی ذرہ'' سے بھی موسوم کیا گیا۔ بعض کا گمان ہے کہ اس بے انتہاء اہم دریافت سے ایک نئے مذہب کی بنیاد پڑ سکتی ہے۔ جبکہ کائنات کے ہر ذرہ میں پائے جانے والے اس اہم ذیلی ایٹمی ذرہ کو بعض ہندو مذہبی حلقوں میں اس ہندوانہ عقیدہ کی تائید وتصدیق کے روپ میں دیکھا جارہا ہے جس کے مطابق خدا کائنات کی ہر شئی میں موجود ہے۔ امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ کے ایک مضمون نگار رِک وگنرو نے واشنگٹن پوسٹ کے ۱۱ جولائی، ۲۰۱۲ کے شمارے میں ایک مضمون بعنوان ''گاڈ پارٹیکل کا انکشاف خرافات پر سائنس کی فتح'' رقم کیا ہے جس میں اس انکشاف کی آڑ میں مذہب کا مذاق اڑاتے ہوئے اللطیف طریقہ سے اس کے بانیوں اور اس کے متبعین پر جہالت اور معاشرتی ناروی کے الزامات تک عائد کئے ہیں۔

ظاہر ہے اس نئی اور اہم تحقیق سے متعلق یہ تمام نقطہائے نظر اس اہم تحقیق کو ایک غلط رخ دینے کی کوششیں ہیں، جو کسی بھی طرح درست قرار نہیں دی جاسکتیں۔ اس ذیلی ایٹمی ذرہ کو ''گاڈ پارٹیکل'' کا نام میڈیا اور اخبارات کے ذریعہ زبان زد عام وخواص کیا گیا، ورنہ سائنسی حلقوں اور بالخصوص سائنسدانوں کی وہ جماعت جو اس تحقیق سے وابستہ ہے وہ بھی اس دعوے سے خود کو دور رکھے ہوئے ہے۔ پروفیسر پیٹر ہگس Prof. Peter Higgs (پ ۱۹۲۹ء) جو اس تحقیق کے سربراہ ہیں اور ان کے نام سے یہ ذرہ جزوی طور پر منسوب کیا گیا ہے وہ بھی اس تسمیہ کے خلاف ہیں۔ اور انہوں نے اس سے غلط فہمی کے پھیلنے کا اندیشہ بھی ظاہر کیا ہے۔

بہرحال، یہ کوششیں سائنسی حلقوں سے کی گئی ہوں یا میڈیا اور عوامی حلقوں سے، ذیلی ایٹمی ذرہ کو خدائی ذرہ کا نام دینا مادہ کو خدا کا درجہ دینے کے مترادف ہے، جو مادہ پرستی materialism سے کوئی مختلف چیز نہیں ہے۔ بلکہ مادہ پرستی کو نئے قالب میں ڈھالنے کی ایک اور کوشش ہے۔ اگر بات ایسی ہی ہے تو پھر دنیا کی ہر شئی اور ہر انسان قابل

پرستش اور لائق عبادت ہے۔ سائنسی نقطہ نظر سے ایسا کوئی بھی نظریہ اس لئے بھی نا قابل قبول قرار پائے گا کیونکہ جدید سائنس نے یہ حقیقت بھی بخوبی منکشف کردی ہے کہ ہماری کائنات میں پایا جانے والا ہر قسم کا مادہ اس کی اہمیت سے صرف نظر قابل فنا ہے۔ لہذا جو چیز خود فانی ہو وہ لافانی کیسے ہوسکتی ہے؟ نقیضین کا یہ اجتماع سائنسی اور عقلی دونوں اعتبارات سے محال ہے۔

خدا کی ماہیت: اسلامی نقطہ نظر سے

اس کے برخلاف اسلام نے خدا اور خالق کائنات کا جو تصور پیش کیا ہے وہ صاف وشفاف ہونے کے ساتھ ساتھ جدید سائنسی تحقیقات وتصورات کے عین مطابق بھی ہے۔ لہذا قرآن مجید میں خالق کائنات کی ذات وماہیت کے متعلق دو قسم کے بیانات وارد ہوئے ہیں۔

پہلے بیان کے مطابق خدا کا چہرہ (قصص: ۸۸، بقرہ: ۱۱۵)، خدا کے ہاتھ (قصص: ۷۵، مائدہ: ۶۴، فتح: ۱۰، زمر: ۶۷)، خدا کی آنکھیں (طور: ۴۸)، خدا کی سماعت وبصارت (شوریٰ: ۱۱، آل عمران: ۷۷)، اور خدا کا نفس (مائدہ: ۱۱۶) وغیرہ تمام اعضاء ہونے کا تذکرہ موجود ہے۔

جبکہ دوسری قسم کے بیانات میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ کائنات میں اس جیسی کوئی شیٔ موجود نہیں:

﴿لیس کمثلہ شیء﴾ ''اس جیسی کوئی چیز نہیں ہے۔'' (شوریٰ: ۱۱)

مذکورہ بالا قرآنی بیانات میں پہلی قسم کے بیانات سے خدا کی صفات واضح ہورہی ہیں جبکہ دوسرے بیان سے ان صفات کے بے مثل ہونے کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔ لہذا اس سے مترشح ہوتا ہے کہ خدا کی شخصیت شکل، ہیئت، ماہیت اور جوہری وعنصری ہر اعتبار سے دوسری تمام اشیاء سے مختلف ہے جس کا ہمیں علم نہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا ایسا کوئی تصور جدید سائنس کی روشنی میں درست ٹھہر سکتا ہے؟ یا دوسرے الفاظ میں یہ کہ کیا ہماری کائنات میں ایسا کوئی مادہ پایا جاتا ہے جس کی کنہ وحقیقت سے سائنس اب تک نابلد ہے؟

اس سلسلے میں ہماری فرط حیرت کے لئے اتنا کافی ہے کہ سائنس نے ہماری کائنات کے جسقدر مادے کی دریافت کا دعوا کیا ہے وہ ہماری کائنات کے کل مادے کا ایک فیصد سے بھی کم ہے۔ ہماری اس وسیع وعریض کائنات میں پائے جانے والے کھربوں کھربوں ستارے، سیارے، چاند، کہکشائیں اور دوسرے اجرام سماوی ہماری کل دریافت شدہ کائنات کا صرف 0.4% فیصدی حصہ ہیں۔ جبکہ مزید 3.6% فیصد حصہ بین کہکشائی گیس intergalctic gas پر مشتمل ہے۔ جبکہ بقیہ 96% فیصد مادہ نامعلوم ہے جو تاریک مادہ dark matter اور تاریک توانائی dark energy پر مشتمل ہے۔ یہ مادہ دوربینوں کی مدد سے مشاہدہ میں نہیں آتا کیونکہ یہ مادہ روشنی اور برقناطیسی تابکاری electromagnetic radiation کو نہ خارج کرتا ہے اور نہ انہیں جذب کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ مادہ

سائنس کی گرفت سے باہر ہے۔ لہذا اس کی کنہ وحقیقت سے سائنس یکسر نابلد ہے۔

کائناتی مادوں سے ہماری لاعلمی کا سلسلہ یہیں پر ختم نہیں ہوتا۔ بلکہ ہماری کائنات میں ایک اور قسم کا مادہ پایا جاتا ہے جس کی حقیقت سے بھی سائنس پوری طرح واقف نہیں ہے۔ اس مادہ کو ضد مادہ anti matter کہا جاتا ہے۔ ضد مادہ کے ذرات particles بھی ہو بہو اسی کمیت mass کے ہوتے جس طرح عام مادے کے ذرات ہوتے ہیں، البتہ ضد مادہ کے ذرات عام مادے کے ذرات کے مقابلے میں مخالف برقی چارج کے حامل ہوتے ہیں۔ نتیجۃً مادہ اور ضد مادہ باہم مل نہیں سکتے بلکہ جب ان کا آمنا سامنا ہوتا ہے تو یہ دونوں مادے آناً فاناً ایک دوسرے کو تہس نہس کر دیتے ہیں۔

لہذا سائنسدانوں کا خیال ہے کہ ہماری اس کائنات میں بعض بعید ترین کہکشائیں نہ صرف مکمل طور پر ضد مادہ پر مشتمل ہوسکتی ہیں بلکہ ہماری اس پوری کائنات ہی کی طرح ضد کہکشاؤں anti galaxies، ضد ستاروں anti stars اور ضد سیاروں anti planets پر مشتمل ایک الگ ضد کائنات anti universe کا وجود بھی ہوسکتا ہے (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا: جلد ۱۱، صفحہ ۷۰۳، ۱۹۸۳ء ایڈیشن)۔

اس نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو معلوم نہیں ہماری اس کائنات میں اور کتنے قسم کے مادے ایسے موجود ہوں جن کا حال ہم پر ابھی تک مستور ہے اور ہماری اس کائنات سے پرے اور کتنے قسم کے مادے، کتنی کائناتیں اور کیا کچھ موجودات پوشیدہ ہوں جس کو اگر چہ ہم طبیعی طور پر دریافت نہیں کر سکتے مگر ان کے امکانی وجود کو جدید حسابی وطبیعیاتی طریقوں سے معلوم کر سکتے ہیں۔ اس صورت میں مادے اور کائنات کے متعلق ہماری معلومات کے مقابلے میں نامعلوم موجودات کی کوئی انتہائی اور حد متعین نہیں ہوگی۔ لہذا ہماری معلوم ونامعلوم کائنات کے اس وسیع منظرنامے میں ہمارے معلوم حقیر مادے میں نو دریافت شدہ ذیلی ذرے ہگس بوسون کو خدائی ذرہ کا نام دینے کو خود فریبی یا اندھیرے میں تیر چلانے ہی سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

اسٹیفن ہاکنگ کا دعوا

سائنسدانوں میں خدا کے متعلق ایک دوسرا نقطۂ نظر بھی عام ہے، یہ تصور 'انکار خدا' کا تصور ہے۔ لہذا بعض بڑے سائنسدان منکرین خدا atheist ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ہگس بوسون ''گاڈ پارٹیکل'' کے بنیادی تحقیق کار پروفیسر پیٹر ہگس بھی منکر خدا ہیں۔ ابھی حالیہ دنوں میں دنیائے سائنس کے ایک چوٹی کے سائنسدان اسٹیفن ہاکنگ Stephen Hawking (پ ۱۹۴۲ء) جو کائنات کے آغاز وارتقاء کے متعلق اپنی تحقیقات کے لئے مشہور ہیں ان کا بیان نشر ہوا ہے کہ انہیں اس بات کے ناقابل تردید ثبوت فراہم ہوئے ہیں کہ خدا موجود نہیں ہے۔

ہماری اس کائنات اور اس سے ماوراء موجودات کے متعلق ہماری معلومات اور لاعلمیوں کے تناسب پر اوپر پیش کی گئی بحث کے تناظر میں اسٹیفن ہاکنگ کا یہ دعوا انتہائی مضحکہ خیز معلوم ہوتا ہے۔ ظاہر ہے جب کائنات کی کل موجودات پر ہماری لاعلمی کی کوئی انتہائی نہیں ہے تو پھر اس میں کسی چیز کے عدم وجود پر فتوے بازانہ انداز سے فیصلہ کیسے صادر کیا جاسکتا ہے؟ ہاکنگ کا یہ بیان یقیناً ایک بڑے سائنسدان کی طرف سے غیر سائنسدانہ کلام ہے، جو سائنسی بحث وتحقیق کے تصورات اور اصولوں کے خلاف ہے۔

کیا خدا کی دریافت ممکن ہے؟

یہاں ایک اور سوال کافی اہم ہے۔ وہ یہ کہ کیا انسان کبھی خدا کی ذات کو طبعی وفطری طور پر دریافت کرنے پر قادر ہوسکتا ہے؟ اس کا جواب سائنسی اور معروضی نقطۂ نظر سے چاہے کچھ بھی دیا جائے، مگر اس سلسلہ میں اسلام کا موقف یہ ہے کہ یہ کارِ عظیم انسان کی دسترس سے باہر ہے، کیونکہ اللہ نے انسان کو سرے سے اس کا مکلف نہیں بنایا ہے، اور نہ انسان کو فطری طور پر یہ صلاحیتیں عطا کی گئی ہیں۔ لہٰذا متعدد احادیث ایسی وارد ہوئی ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خدا کے متعلق سوچنے ہی سے منع فرمایا ہے۔ اس کے بجائے آپ ﷺ نے خدائی نشانیوں پر غور وفکر کرنے اور ان کے ذریعہ خدا کی کاریگری وصناعی اور اس کی عظمت وجلالت کا ادراک کرنے کی تلقین فرمائی۔ لہٰذا عمرو بن مرہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

’’تفکروا فی الخلق ولاتفکروا فی الخالق.‘‘

(الدر المنثور، السیوطی، ۲/۴۰۸، تخریج: ابن ابی الدنیا وراغب اصفهانی عن عمرو بن مرة)

’’تم (اللہ کی) مخلوق کے متعلق غور وفکر کرو، خالق متعلق تفکر وتدبر مت کرو۔‘‘

حضرت ابن عمر سے ایک حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’تَفَكَّرُوا فِی آلاء الله وَلَا تَفَكَّرُوا فِی الله.‘‘

(الدر المنثور، ۲/۴۰۹، تخریج: ابن ابی الدنیا، طبرانی، ابن مردویہ وراغب اصفهانی عن ابن عمر)

’’اللہ کی نعمتوں کے متعلق غور کرو، اللہ کے متعلق نہیں۔‘‘

نعیم بن حماد نے حضرت ابن عباس سے ایک روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

’’تَفَكَّرُوا فِی خَلْقِ اللّٰه وَلَا تَفَكَّرُوا فِی الله.‘‘ (الدرالمنثور، ۲/۴۰۹)

’’تم اللہ کی مخلوق کے متعلق غور کرو، اللہ کے متعلق غور مت کرو۔‘‘

ان روایات سے مترشح ہوتا ہے کہ خدا کی ذات کا کھوج لگانا یا اس کے متعلق غور وفکر کرنا دونوں باتیں فضول

اور کارعبث ہیں۔ انسان کو جو اہلیت وصلاحیت فطری طور پر عطا کی گئی ہے وہ اس کارعظیم کی انجام دہی کے لئے ناکافی ہے: ﴿وما أوتیتم من العلم إلا قلیلا.﴾ ''اور تمہیں بے حد کم علم عطا کیا گیا ہے۔'' (الاسراء: ۸۵)۔ اسی وجہ سے احادیث میں اس کارعبث میں پڑنے اور اس میں منہمک ہو کر وقت ضائع کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ یا اگر اس کو سائنس کی زبان میں بیان کرنا ہو تو یوں کہا جاسکتا ہے کہ خالق کائنات کا یہ فیصلہ ہے کہ انسان پر اس کائنات اور اس سے ماورار جن موجودات کا حال اب بھی مستور ہے ان میں سے بعض کا حال اس پر ہمیشہ مستور رہے گا۔ سائنس نے بھی ہزارہا سال کے اپنے طویل سفر اور بے پناہ ترقیوں کے باوجود اس سلسلے میں اب تک ذرہ برابر علم کا بھی اضافہ نہیں کیا ہے۔ لہذا احادیث کے مذکورۂ بالا بیانات اس سلسلے میں اپنی علمی اہمیت کے ساتھ ساتھ بڑی اعجازی اہمیت کے حامل بھی ہیں۔

خدا کی معرفت کا طریقہ

خلاصہ یہ کہ جدید سائنسی تحقیقات نے یہ حقیقت بخوبی واضح کردی ہے کہ خدا کا انکار جس طرح غیر سائنسی اور غیر علمی بات ہے اسی طرح خدا کے وجود کو طبیعی طور پر دریافت کرنے کا دعوا بھی غیر سائنسی بات ہے۔ لہذا اس سلسلے میں اسلامی احکام وتعلیمات کا خلاصہ بھی یہی ہے۔ دوسری طرف قرآن نے خدا کی معرفت کے لئے کئی طریقے متعین کئے ہیں۔ ان میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ خدا کی تخلیق کردہ اس عظیم کائنات میں بکھرے پڑے بے شمار مظاہر وموجودات میں غور وفکر اور تفکر وتدبر کے ذریعہ خدا کی صناعی وخلاقی، عظمت وکبریائی، اور اس کی ملکوتیت وربوبیت کا ادراک کیا جائے۔ اس کو قرآن مجید میں جگہ جگہ مختلف پیرایوں میں تفکر، تدبر، نظر وغیرہ الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

قرآن کی نظر میں خدا کی معرفت کا دوسرا طریقہ وحی اور سائنس میں تطبیق کا عمل ہے، جس کے ذریعہ اس حقیقت عظمیٰ تک ہماری رسائی ہوسکتی ہے کہ قرآن اور کائنات دونوں کا سرچشمہ ایک ہستی ہے:

﴿سَنُرِیْهِمْ آیَاتِنَا فِی الْآفَاقِ وَفِیْ أَنْفُسِهِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ.﴾ (فصلت: ۵۳)

''عنقریب ہم اپنی نشانیاں آفاق (کائنات) اور خود ان کے انفس (جسموں) میں دکھا کر رہیں گے یہاں تک کہ ان پر یہ بات واضح ہوجائے کہ یہ (قرآن) برحق ہے۔''

آئے دن کے سائنسی انکشافات اور ان انکشافات اور قرآنی بیانات میں واقع ہو رہی تطبیقات اسی قرآنی فکر وفلسفہ کی تائید وتصدیق ہیں۔ اور خود ہگس بوسون کا انکشاف جو صحیح معنوں میں خدائی تخلیق کا شاہکار ہے اس سے بھی اسی قرآنی فکر وفلسفہ کی تائید ہوتی ہے۔

ڈاکٹر شائستہ پروین *

امام غزالیؒ اور فلسفۂ تصوف

احیاء علوم الدین کا ایک تجزیاتی مطالعہ

پورا نام محمد بن محمد بن احمد ہے ابو حامد کنیت ہے غزالی سے شہرت پائی آپ حجۃ الاسلام سے بھی مشہور ہیں جملہ علوم وفنون میں یکتائی کے علاوہ تصوف میں فقید المثال ہیں۔

طوس میں ۴۵۰ھ ۱۰۵۸ء میں ولادت ہوئی وفات ۱۴ رجمادی الآخر ۵۰۵ھ بمقام طاہران پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔ ۵۴۔۵۵ برس کی عمر پائی۔ والد ماجد کا نام امام محمد بن محمد ملتا ہے امام غزالی امام قشیری، شیخ ابو اسحاق شیرازی، شیخ ابن سباغ اور اپنے استاد امام الحرمین عبد الملک کے عقائد سے متاثر تھے اصول میں اشعری اور فروع میں شافعی مسلک کے تابع تھے ۱

امام صاحب کے شاگرد نہایت کثرت سے تھے خود امام صاحب نے ایک خط میں ایک ہزار تعداد بیان کی ہے ان میں سے بعض بڑے نامور گزرے ہیں محمد بن تومرت جس نے اسپین میں خاندان تاشفین کو مٹا کر ایک نہایت عظیم الشان سلطنت کی بنیاد ڈالی، امام صاحب ہی کا شاگرد تھا علامہ ابو بکر عربی جو اندلس میں شہرت عام رکھتے تھے امام صاحب کے شاگرد تھے ۲

آپ نے سینکڑوں تصانیف چھوڑیں جن میں سے بعض کئی کئی جلدوں میں اور گوناگوں مضامین سے متعلق ہیں امام صاحب کی سب سے گراں قدر اور مفید عام کتاب احیاء علوم الدین ہے اس کی زمانہ تصنیف کی نسبت ابن الاثیر نے لکھا ہے کہ ''وہ سفر کی حالت میں لکھی گئی'' اس پر بعض علماء نے اعتراض بھی کیا کہ ''ایک ایسی کتاب جس میں نہایت کثرت سے ہر موقع پر احادیث وآثار کے حوالے ہوں سفر میں نہیں لکھی جاسکتی'' لیکن اس بات کے معلوم ہونے کے بعد کہ احادیث وآثار کا تمام تر حصہ قوت القلوب سے لیا گیا ہے یہ اعتراض خود بخود اٹھ جاتا ہے ۳

احیاء العلوم کی اہمیت وانفرادیت کا اندازہ اس پر لکھی جانے والی شروح اور تعلیقات سے بھی لگایا جاسکتا ہے:

''ابو الفرج ابن الجوزی (المتوفی ۵۹۷) نے ''منہاج القاصدین'' کے نام سے اس کی ایک شرح

---

* فیکلٹی ممبر شعبۂ سنی دینیات، ویمنس کالج علی گڑھ

لکھی، ابن قیم (التوفی ۷۵۱) نے اس پر اعتراضات کیے اور قطب شعرانی ''الاجوبہ المرضیہ'' کے نام سے اس کا مفصل جواب لکھا۔ امام زین الدین ابوالفضل عبدالرحیم بن حسین عراقی نے اس میں مندرجہ احادیث کی تخریج کی اور ان کے شاگرد شہاب الدین بن حجر عسقلانی نے اس پر استدراک رقم فرمایا۔ اس طرح شیخ قاسم حنفی نے بھی ''تحفۃ الاحیاء'' کے نام سے ایک کتاب اس کی احادیث کے بارہ میں لکھی۔ صاحب تاج العروس مرتضٰی زبیدی نے بارہویں صدی میں دس جلدوں میں اس کی شاندار شرح لکھی جو ۱۰۳۲ اور ۱۳۱۱ میں مصر میں چھپ چکی ہے اور قبول عام حاصل کر چکی ہے غزالی کے متعلق یہ ایک مستند ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے اس کی متعدد تلخیصیں بھی لکھی گئیں۔ چنانچہ پہلی تلخیص تو خود غزالی کی اپنی ہی ہے ان کے بعد ان کے بھائی احمد غزالی نے بھی ''لباب الاحیاء'' کے نام سے ایک تلخیص لکھی اور پھر تو گویا تلخیص نگاروں کا تانتا سا بندھ گیا محمد بن سعید یمنی، یحیٰی بن ابوالخیر یمنی، محمد بن عمر بن عثمان بلخی، عبدالوہاب بن علی خطیب مراغی، شمس محمد بن علی بن جعفر بلالی اور جلال الدین سیوطی۔ ان تلخیصات میں بلال کی تلخیص کو حافظ سخاوی نے سب سے بہتر قرار دیا ہے۔[۴۲]

اس کے بہت سے تراجم لکھے جا چکے ہیں فارسی زبان میں مولانا جامی نے ترجمہ کیا اردو زبان میں مولوی احسن نانوتوی کا سب سے پہلا ترجمہ ہے۔ اس کتاب کو مصر کے بعض مطابع نے شائع کیا ہے۔

احیاء العلوم کی مشرق و مغرب اور علماء اور عوام میں یکساں مقبولیت ہوئی ابوالعباس نے اس کے بارے میں لکھا ہے۔

ابوالعباس نے اس کے بارے میں لکھا ہے

ابا حامد انت المخصص بالحمد

انت الذی علمتنا سنن الرشد

اے ابو حامد تیری خاص طور پر تعریف کرتا ہوں (کیوں کہ) تو ہی نے ہمیں رشد و ہدایت کی راہیں سمجھائی ہیں۔

وضعت لنا الاحیا یحیی نفوسنا

وینقذ نا من ربقة المارد المردی

تم ہی نے ہمارے لیے ''احیاء'' ایسی کتاب تصنیف کی ہے جو ہمیں زندگی بخشتی ہے اور ہر مہلک لمحہ کی اطاعت سے باز رکھتی ہے۔

علامہ نووی نے کہا ہے:

کادان یکون قرآنا۔ یہ قرآن مجید کا ثنیٰ ہے۔

ان کی غرض غالباً یہ ہے کہ جس طرح قرآن حکیم کے مطالب براہ راست ان کو متاثر کرتے ہیں اور جس طرح ان کے انداز بیان میں تصنع اور بناوٹ کا عنصر نہیں پایا جاتا اسی طرح ''احیاء العلوم'' کے مضامین عقل و ادراک کی موشگافیوں میں پڑے بغیر قلب میں جاگزیں ہوتے ہیں اور پڑھنے والے پر چھاجاتے ہیں۵

محدث زین الدین عراقی کا قول ہے کہ ''امام غزالی کی احیاء'' اسلام کی اعلیٰ ترین تصنیفات سے ہے'' عبدالغافر فارسی جو امام صاحب کے ہم عصر اور امام الحرمین کے شاگرد تھے ان کا بیان ہے کہ ''احیاء العلوم کی مثل کوئی کتاب اس سے پہلے نہیں لکھی گئی''۔ شیخ ابو محمد کازرونی کا دعویٰ تھا کہ ''دنیا کے تمام علوم مٹا دیئے جائیں تو احیاء العلوم سے میں سب کو دوبارہ زندہ کردوں گا، شیخ عبداللہ عید کو جو بہت بڑے مشہور صوفی گزرے ہیں، احیاء العلوم قریب قریب پوری حفظ تھی شیخ علی نے ۲۵ دفعہ اول سے آخر تک احیاء العلوم کو پڑھا اور ہر دفعہ ختم کے بعد فقراء و طلبہ کی عام دعوت کرتے تھے۶

بعض اسلامی فرقوں میں تصوف کی مخالفت کے باوجود بڑے بڑے سنی علماء، مثلاً ابن الجوزی، ابن تیمیہ اور ابن قیم اخلاقیات میں غزالی کے بلند مرتبے کا احترام کرتے ہیں اور انہیں اخلاقیات میں حجت تسلیم کرتے ہیں اور امام آپ کی ''احیاء'' جیسی شاہکار تصنیف سے رہنمائی اور ہدایت طلب کرتے رہے ہیں ۷

تصوف کی دنیا میں امام غزالی کو ایک عظیم مقام حاصل ہے احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت اس موضوع پر منفرد کتابیں ہیں۔ ان دونوں کتب میں امام صاحب نے شریعت اور عرفان تصوف میں تطبیق کی کامیاب کوشش کی ہے۔ اور ثابت کیا ہے کہ تصوف شریعت سے جداگانہ کوئی چیز نہیں ہے آپ نے تصوف کے تمام مسائل واحوال اور مقامات کو شرعی استدلال کے ساتھ پیش کیا ہے۔ ان دونوں کتابوں میں خطاب ساری امت سے ہے جس سے غزالی کا مقصد ملت اسلامیہ میں روحانیت کی متصوفانہ ذہنیت کو بحال کرنا تھا۔

احیاء العلوم میں آپ کا انداز بیان اور اسلوب نگارش سادہ اور عام فہم ہے عالمانہ طرز کو اپنی تحریر میں استعمال نہیں کیا ہے کتنا ہی دقیق اور باریک مضمون ہو وہ اس کو سادہ سے سادہ طریقہ پر ادا کرتے ہیں۔ منطقیانہ استدلال سے گریز کرتے ہوئے آثار واخبار سے استدلال کرتے ہیں۔

غزالی میں دوسرے علماء کے مقابلے توازن پایا جاتا ہے غزالی الفاظ کی معنویت کے ساتھ اس کے ظاہر کو بھی ملحوظ خاطر رکھتے ہیں اس کی اہم وجہ تصوف کے میدان میں قدم رکھنے سے قبل ایک عالم دین ہونا ہے۔

امام صاحب نے فقہ میں تصوف کو سمو کر بیان کیا ہے۔ جس سے دونوں کی قدر و قیمت میں اضافہ ہو جاتا ہے امام صاحب کے نظریہ کے مطابق اگر فقہ و قانون میں تصوف کا عنصر موجود نہ ہو تو اسلام کی مطلوبہ معنویت پیدا نہیں ہو پاتی بلکہ ایک انداز کا جمود پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر تصوف کو شریعت کی قید سے آزاد چھوڑ دیا جائے تو یہ تصوف دینی راستہ

سے ہٹ جاتا ہے اور ایمان واخلاص کے جذبوں کو ابھارنے کے بجائے گمراہی وضلالت کا باعث ثابت ہوتا ہے''احیاء'' میں فقہ اور تصوف کے مابین اعتدال خصوصیت کے ساتھ موجود ہے۔

امام صاحب وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اخلاق کی تعلیم میں اختلاف طبائع کا لحاظ رکھا ہے کہ جو شخص قدرتاً معاشرت پسند ہو اس کے لیے تجرد اور ترک تعلقات ہرگز پسندیدہ نہیں ہیں بلکہ معاشرت کے اصول اور قواعد بتانے چاہئیں جس سے معاشرتی نیکیاں ظہور پذیر ہوں مثلاً صلہ رحمی، حاجت روائی وغیرہ اسی طرح جو تجرد پسند ہو اسے گوشہ گیری اور ترک تعلقات کے اصول سکھلانے چاہیں جن سے اعتدال کا راستہ برقرار رہ سکے۔

مختلف بحثوں میں اعتراض کرنے والوں کا قول نقل کرنے سے پہلے اس کا جواب تحریر کر دیا ہے تاکہ ذہن میں کسی طرح کا شک وشبہ باقی نہ رہے مثلاً

بچوں کی ابتدائی تعلیم میں سیر، ورزش جسمانی اور مردانہ کھیلوں کو لازمی قرار دیا ہے گانے کے متعلق بحث میں عتراض سے قبل یہ جواب نقل کر دیا ہے لکھتے ہیں۔

علی أنی اقول: اللهو مروح للقلب ومحفف عنه اعباء الفكر، والقلوب اذا اكرهت عميت و تروبحها اعانة لها على الحد...... والمواظب على نوافل الصلوات فى سائر الاوقات ينبغى ان يتعطل فى بعض الاوقات...... فالعطلة معونة على العمل واللهو معين على الحد[۸]

اس کے علاوہ میں کہتا ہوں کہ لہو ولعب دل کو فرحت دیتا ہے اور اس سے فکر کی تھکن کم ہو جاتی ہے دل کا یہ حال ہے کہ جب وہ کسی چیز سے گھبرا جاتا ہے تو اندھا ہو جاتا ہے، اس لیے اس کو آرام دینا اس بات کے لیے تیار کرتا ہے وہ پھر کام کے قابل ہو جائے، جو شخص رات دن نفلیں پڑھا کرتا ہے اس کو چاہیے کہ بعض اوقات خالی بیٹھے، کیوں کہ خالی بیٹھنا کام کرنے پر اور کھیل کود میں مصروف ہونا سنجیدہ مشاغل کے لیے آدمی کو تیار کر دینا ہے۔

جب عبادت کا ذکر کرتے ہیں تو اس کی تائید میں قرآن وحدیث کی تصریحات پیش کرتے ہیں اور اس سے متعلقہ مسائل پر ضروری گفتگو فرماتے ہیں مثلاً نماز کی فضیلت کے بارے میں قرآن کریم سے استدلال کرتے ہیں اور سورۃ النساء کو بطور حوالہ لکھتے ہیں:

قال الله تعالىٰ: إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَاباً مَّوْقُوتاً (النساء:۱۰۳)

پھر اللہ کے رسول کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

خمس صلوات كتبهن الله على العباد فمن جاء بهن ولم يضيع منهن شيأ استخفافا بحقهن كان له عند الله عهد أن يدخله الجنة ومن لم يأت بهن فليس له عند الله عهد ان شاء عذ به وان شاء ادخله الجنة

پانچ نمازیں اللہ نے بندوں پر فرض فرمائی ہیں جو انہیں ادا کرتا ہے ان کے حق کو ہلکا نہ سمجھتے ہوئے کسی قسم کی کمی نہیں کرتا اور اس کا اللہ کے ہاں عہد ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے اور جو ان کے حقوق ادا نہیں کرتا اللہ کے یہاں اس کا کوئی عہد نہیں اگر چاہے اسے عذاب دے چاہے اسے بہشت میں داخل کرے۔

اسی ضمن میں مزید احادیث بھی تحریر کی ہیں۔

قال رسول الله :مثل الصلوٰت الخمس............

قال رسول الله : ان الصلوٰت كفارة............

قال رسول الله: من لقى الله..........................

قال رسول الله : مفتاح الجنة الصلاة...........

قال النبى صلى الله عليه وسلم : من ترك صلاة متعمدا فقد كفر.....................

ساتھ ہی مطلب بھی واضح کیا ہے۔

اى قارب ان ينخلع عن الايمان بانحلال عروته وسقوط عماده كمايقال لمن قارب البلدة انه بلغها ودخلها ۹

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص کفر کے قریب ہو گیا کہ اس کے تمسک اسلام کی رسی ڈھیلی ہو گئی اور سہارا گر گیا مثلاً کوئی شخص شہر کے قریب پہنچتا ہے تو کہا کرتے ہیں کہ شہر میں پہنچ گیا۔

آپ نماز میں خشوع وخضوع کو اہم درجہ دیتے ہیں اور قرآن کی آیات سے استدلال کرتے ہیں اور سورہ نساء آیت ۴۳ میں سکاری سے مراد لہو وتغافل کو نماز میں نشہ سے تعبیر کرتے ہیں اور یہ علت بیان کرتے ہیں کہ کتنے ہی نمازی ایسے ہیں جنہوں نے شراب چکھی تک نہیں، لیکن اس کے تغافل وسہو کا یہ حال ہے کہ وہ نہیں جانتے کہ نماز میں کس سے مخاطب ہیں اور کیا کہہ رہے ہیں:

قيل: سكارى من كثر الهم وقيل من حب الدنيا و قال وهب المراد به ظاهره فقيه تنبيه على سكرالدنيا اذبين فيه العلة فقال:(حتى تعلموا ماتقولون) وكم من مصل لم يشرب خمرا وهو لايعلم مايقول فى صلاة ۱۰

بعض نے آیت میں سکاری کو ہموم دنیا سے تعبیر کیا ہے بعض نے دنیا کے مترادف قرار دیا ہے وہب کا کہنا ہے کہ اگر چہ اس سے مراد ظاہری معنی ہی ہیں تاہم اس میں سکر دنیا کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے کیوں کہ اس میں جو علت مذکور ہے وہ یہ ہے:

حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ (نساء:۴۳)

تا آنکہ جو تم کہتے ہو اس کا تمہیں احساس ہونے لگے۔

عبادات سے متعلق مسائل میں جہاں ضرورت محسوس ہوئی وہاں آئمہ فقہ کے نظریات بھی پیش کیے ہیں۔ مذکورہ تصریحات کے ساتھ نماز کی روح اور اصل کیا ہے اور خشوع وخضوع کا کیا درجہ ہے؟ معمولی سی غلطی کس درجہ نقصان دہ ہے سب پر گفتگو فرماتے ہیں بتاتے ہیں کہ اسلاف کی نماز پڑھتے وقت کیا حالت ہوا کرتی تھی شوق ومحویت کا کیا عالم ہوتا تھا خوف الٰہی میں کتنا ڈوبے رہتے تھے نماز کے ضمن میں حضور قلب ان کا خاص موضوع ہے فقہاء ظاہر کے نزدیک تو ایک شخص اگر صرف تکبیر تحریمہ کی حد تک حضور قلب کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتا ہے تو اس کی نماز ہو جاتی ہے لیکن ان کے نزدیک حضور قلب پوری نماز میں ملحوظ رہنا چاہیے اس مرحلہ پر انھوں نے ایک لطیف بحث یہ چھیڑی ہے کہ عبادات ومعاملات میں کیا فرق ہے؟ ان کا کہنا ہے کہ معاملات میں قصد وارادہ کی پاکیزگی یا فکر وقلب کی یکسوئی اور اخلاص بلاشبہ شرط صحت نہیں مگر عبادات میں یہ چیزیں نہایت ضروری ہیں۔

اسی طرح صدقات کی بحث میں صرف یہ نہیں بتاتے کہ صدقات کی کیا حیثیت ہے؟ کن حالات میں کن لوگوں پر یہ فرض ہے اور کہاں کہاں کن صورتوں میں مستحب ہے یا ان کا محل ومصرف کیا ہے۔ کہ یہ سب بحثیں خالص فقہی انداز کی ہیں ان کا اصلی موضوع یہ ہے کہ صدقات سے کس طرح ایک مکمل عبادت کا کام لیا جا سکتا ہے مثلاً ان کے ہاں اس سلسلے میں یہ بحث زیادہ اہم ہے کہ سر واظہار میں کون سی صورت ایسی ہے جو زیادہ اخلاص واحسان کے نقوش کو ابھارنے والی ہے؟ دونوں کے دلائل کیا ہیں اور کس دلیل میں، باطن وقلب کے نقطہ نظر سے زیادہ وزن ہے اس کے پہلو بہ پہلو پھر یہ اسلاف کے طرز عمل کی ایسی مثالیں پیش کرتے ہیں جو نہایت درجہ دل نشیں، موثر اور ایمان آفریں ہیں۔

روزہ کا ذکر کرتے ہیں تو اس کی روح اور فلسفہ پر زیادہ زور دیتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ جہاں کھانے پینے یا جنسی فعل سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے وہاں جھوٹ، غیبت اور ریا سے بھی متاثر ہو جاتا ہے امام صاحب روزہ کے سلسلے میں اس حقیقت کو مختلف طریقوں سے ذہن نشیں کرانا چاہتے ہیں کہ جس طرح اس کا ایک ظاہر ہے اسی طرح اس کی ایک روح اور باطن بھی ہے ان کا موقف یہ ہے کہ عبادات میں معانی باطنہ کی نزاکتوں کا خیال رکھنا ظواہر کی رعایت سے کہیں زیادہ اہم ہے۔

اسی طرح حج کی تفصیلات میں ادب، شوق، بے قراری، بے تابی جیسی کیفیات کا استحضار حاجی کے لیے ضروری قرار دیتے ہیں۔

بعض اخلاقی صفات میں باہم اس قدر نازک فرق ہے کہ ان کا امتیاز کرنا نہایت مشکل ہے آج عام بداخلاقی کا بڑا سبب یہی ہے کہ وہ ان صفات میں فرق نہیں کر پاتے اور ان میں مبتلا ہو جاتے ہیں امام صاحب نے ان مشتبہ الصورہ اوصاف کو نکتہ سنجی سے بیان کیا ہے۔ ان میں سے ایک بخل اور جود وسخاوت ہے بخل کی متعدد تعریفیں کی گئیں ہیں، ایک گروہ

کہتا کہ نفقہ واجب کا نہ ادا کرنا بخل ہے۔ بعض لوگ بیان کرتے ہیں کہ جس شخص کو روپیہ پیسہ دینا گراں گزرے وہ بخیل ہے علاوہ ازیں ہر انسان کا دل نفس مال کی محبت سے خالی نہیں اسی محبت کی وجہ سے مال کی حفاظت میں تنگی کرتا ہے اگر صرف تنگی ہی سے بخیل سمجھا جائے تو اس سے بھی کوئی خالی نہیں اگر تنگی سے بخل نہ ہو تو پھر بخل کے کیا معنی ہیں؟

اسی طرح جود وسخاوت میں بھی مختلف احوال ہیں بعض کہتے ہیں کہ سخاوت اس کا نام ہے کہ بلا تامل ضرورت پوری کرے اور احسان جتلائے بغیر کسی کو کچھ دے بعض کے نزدیک جود اس عطا کو کہتے ہیں جو بن مانگے کسی کو دے، اور یہ تصور کرے کہ تھوڑا دیا بعض کے نزدیک سائل کو دیکھ کر خوش ہونا اور اپنے دینے سے فرحت محسوس کرنے کا نام جود ہے۔ لیکن امام صاحب نے اس کی تحقیق یوں کی ہے۔

المال خلق لحكمة ومقصوده وهو صلاحه لحاجات الخلق، ويمكن إمساكه عن الصرف إلى ماخلق للصرف اليه، ويمكن بذله بالصرف إلا مالا يحسن الصرف اليه، ويمكن التصرف فيه بالعدل...... فالإمساك حيث يجب البذل بخل، والبذل حيث يجب الإمساك تبذير. وبينهما وسط وهو المحمود...... و قد قيل له: ولا تجعل يدك مغلولة...... اسرا ۲۹ وقال تعالى: والذين اذا انفقوا ......فرقان:٦٧ [۱۱]

اس میں قاعدہ یہ ہے کہ مال ایک حکمت اور مقصود کے لیے پیدا ہوا ہے یعنی مال ضرورت مخلوق کی درستی کے لیے بنا ہے اور یہ ممکن ہے کہ جس چیز میں اسے خرچ کرنا نہیں انہیں میں خرچ کر دیا جائے اور ان دونوں باتوں کے بیچ میں یہ بھی ممکن ہے کہ اس کا خرچ عدل کے ساتھ ہو یعنی جہاں روکنا ضروری ہے وہاں روکا جائے اور جہاں خرچ ضروری ہو وہاں خرچ کیا جائے پس خرچ کی ضرورت کی جگہ پر روک رکھنا بخل ہے اور روک رکھنے کی ضرورت کی جگہ خرچ کرنا اسراف ہے کہ ان دونوں کے درمیان بین بین خرچ اور تنگی کرنا اچھا ہے اسی لیے چاہیے کہ سخاوت وجود اسی مرتبہ وسط کا نام ہو کیوں حضور کو صرف سخاوت کرنے کا حکم تھا اور پھر یہ ارشاد ہو لا تجعل...... والذين اذا انفقوا......

قوم کی تہذیب وترقی کا دارومدار تعلیم وطرز تعلیم پر ہے اسلام میں ایک مدت سے تعلیم کا رواج عام ہو چکا تھا لیکن طرز تعلیم میں ایسی بے اعتدالیاں پیدا ہو گئی تھیں جن کا اثر مذہب، اخلاق اور تمدن پر پڑتا تھا۔ مذہبی اور غیر مذہبی علوم کا باہم خلط ملط ہونا سخت ضرر رساں تھا کیوں کہ غیر مذہبی علوم کو مذہبی خیال کیا جانے لگا اور اسی حیثیت سے اس کی تعلیم دی جانے لگی، لہٰذا امام صاحب نے دونوں مضامین میں تفریق کی اور احیاء العلوم میں اس بحث پر تفصیل سے گفتگو کی ہے:

الباب الثانى فى العلم المحمود والمذموم وأقسامهما واحكامهما وفيه بيان ماهو فرض عين وماهو فرض كفاية، وبيان ان موقع الكلام والفقه من علم الدين الى اى حد [۱۲]

دوسرا باب اس بیان میں ہے کہ علم محمود کون سا ہے اور مذموم کون، اور یہ کہ ان کے احکام واقسام کیا ہیں اور یہ کہ

ان میں کون سا فرض عین ہے اور کون سا فرض کفایہ اور یہ کہ علم دین میں فقہ اور کلام کا کیا درجہ ہے۔

اس مضمون میں آپ نے علوم شرعیہ وغیر شرعیہ، محمودہ وغیر محمودہ میں تفریق کی ہے اور حصول علم میں تناسب برقرار رکھنے کے لحاظ سے تمام علوم کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے پہلا حصہ جو ''فرض عین'' کے نام سے مشہور ہے وہ ہر مسلمان کیلئے لازمی ہے اور دوسرا حصہ ''جوفرض کفایہ'' کے نام سے موسوم ہے اس کی تعلیم ہر شخص کے لازمی نہیں ہے البتہ اگر چند لوگ بھی اس کی تعلیم حاصل کرلیں تو کافی ہوگا۔ البتہ علماء کے درمیان ''فرض عین'' کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض علماء کے نزدیک ''فقہ'' کو یہ مرتبہ حاصل ہونا چاہیے اور بعض کے نزدیک ''علم معرفت کو''۔ دوسرے علماء کے خیال میں ''علم حدیث'' کو یہ فضیلت ملنی چاہیے امام صاحب کو ان تینوں رایوں سے اختلاف تھا انھوں نے فرض عین کی تعریف اس طرح کی:

فاول واحب علیه تعلم کلمتی الشهادة وفهم معناهما و هو قول:

"لاالہ الا اللہ، محمد رسول اللہ" ولیس یحب علیه أن یحصل کشف ذلك لنفسه بالنظر والبحث و تحدیر الأدلة بل یکفیه ان یصدق به و یعتقده......

فرض کیجیے ایک شخص اسلام قبول کرنا چاہتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ شہادت کے دونوں کلموں کو سیکھے اور ان دونوں کے معنی سمجھے یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا سیکھنا اور اس کے معنی کا سمجھنا واجب ہے اور یہ ضروری نہیں کہ اس کے بارے میں بحث و تکرار کرے اور دلیلوں کو لکھ کر اس کا یقین کرے بلکہ اسی قدر کافی ہے کہ ان کلموں کی تصدیق کرے اور ان پر اعتقاد رکھے............

امـا الـفـعـل: فبان یعیش من ضحوة نهاره الی وقت الظهر فیتحدد علیه بدخول وقت الظهر تعلم الطهارة و الصلاة......

اور عمل کی مثال یہ ہے کہ مثلاً اگر کوئی شخص چاشت کے وقت سے ظہر تک زندہ رہے تو ظہر کے وقت کے داخل ہونے سے ایک نیا واجب اس پر یہ ہوگا کہ وہ طہارت اور نماز کے مسائل سیکھے

فان عاش الی رمضان تحد د بسببه وحوب تعلم الصوم......

پس اگر وہ رمضان تک زندہ رہے گا تو رمضان کے سبب سے روزہ کا سیکھنا اس پر واجب ہوگا......

فان تحد دله مال أو کان له مال عند بلوغه لزمه تعلم مایحب علیه من الزکاة......

اب اگر اس کے پاس مال ہوجائے یا بالغ ہونے کے وقت ہی سے مال ہو تو اس کے لیے زکوٰۃ کی مقدار واجب کا معلوم ہونا ضروری ہوگا......

و کذ لك فی سائرا لاصناف، فاذا دخل فی أشهر الحج فلا یلزمه المبادرة الی علم الحج......

اسی طرح تمام اصناف میں تصور کرنا چاہئے پھر جب اس پر حج کے مہینے آئیں تو علم حج سیکھنا اسی وقت ضروری نہیں......

اذا عزم علیہ لزمہ تعلم کیفیۃ الحج ولم یلزمہ الا تعلم أرکانہ وواجباتہ دون نوافلہ، فان فعل ذلك نفل فعلمہ ایضا نفل فلایکون تعلمہ فرض عین

پس جب حج کا ارادہ کرے، اس وقت اس کو حج کی کیفیت سیکھنا ضروری ہوگا اور صرف اس پر ارکان حج اور واجبات ہی کا سیکھنا واجب ہوگا اور نوافل حج کا سیکھنا واجب نہ ہوگا اس لیے کہ جس چیز کا کرنا نفل ہے اس کا سیکھنا بھی نفل ہے پس نفل کا سیکھنا فرض عین نہ ہوگا۔[۳۱]

یعنی آپ کے نزدیک اگر کوئی شخص اسلام قبول کرنا چاہتا ہے، تو اس پر اس صرف کلمہ شہادت کا زبان سے کہنا اور اس پر اعتقاد لانا فرض ہے اس اعتقاد کے لیے دلائل اور براہین کی ضرورت نہیں اب نماز کا وقت آگیا تو نماز کا سیکھنا فرض ہو جائے گا اسی طرح روزہ، زکوٰۃ، حج لیکن ان فرائض کے صرف ضروری ارکان سیکھنے فرض ہوں گے۔ مستحبات اور نوافل اور دوسری قسم کی تحقیقات اور تفصیلات کا سیکھنا فرض عین نہیں یہ اوامر کا حال ہے نواہی کی تعلیم بھی حسب موقع فرض ہو جائے گی۔ مثلاً کسی شہر میں شراب اور سور کے گوشت کھانے کا رواج ہو تو وہاں شراب و سور کی حرمت کا جاننا فرض ہوگا۔

یہ امر واضح ہے کہ امام صاحب تمام مروجہ علوم کو "فرض کفایہ" قرار دیتے تھے انھوں نے فرض کفایہ کی دو قسمیں بیان کی ہیں ایک مذہبی اور دوسری دنیاوی انھوں نے مذہبی علوم میں تفسیر، حدیث فقہ، تصوف وغیرہ کو شامل کیا اور اس کی تعلیم ہر شخص کے لیے لازمی قرار دی ہے اور اس کے علاوہ بقیہ دوسرے مضامین کو اختیاری حیثیت دی ہے۔ دوسری قسم کے علوم میں علم طب، ریاضی، زراعت، خیاطی اور گھوڑوں کی نگہداشت (سائیسی) کو شامل کیا امام صاحب پہلے ایسے شخص ہیں جنھوں نے ان علوم کو جن کا ہنر اور فن سے تعلق تھا ایک مناسب اہمیت اور ان کے حصول پر زور دیا انھوں نے اس بات پر زور دیا کہ تعلیم کا مقصد طالب علم کی روحانی ترقی ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ انھوں نے زندگی کی تلخ حقیقتوں اور ضرورتوں کو نظر انداز کر دیا ضروریات زندگی اور کسب معاش کے لیے یہ لازمی ہے کہ انسان کسی نہ کسی طرح کا فن اور ہنر سیکھے۔

علاوہ ازیں انسانی اوصاف حمیدہ مثلاً تواضع وانکساری، حلم وبردباری، صبر وشکر، غصہ پر کنٹرول، لہو ولعب سے احتراز، قناعت پسندی توکل، جود وسخا اور ان کے برعکس بخل، غرور تکبر، غصہ، حسد ورشک، غیبت وغیرہ پر مکمل بحثیں کی ہیں، کیوں کہ اوصاف حمیدہ سے نجات کی راہیں کھلتی ہیں اس لیے ان کو منجیات اور گناہوں کو مہلکات میں شمار کیا ہے۔

توکل وقناعت ایک مشتبہ اور نازک مسئلہ ہے اس مسئلہ کی غلط فہمی نے انسانوں کو کاہل بنا دیا ہے۔ اکثر وبیشتر انسان توکل اور قناعت کو کسب معاش چھوڑ دینا اور اس راستے میں ہر جدوجہد کو غلط تصور کرتے ہیں۔ ان کا ماننا ہے کہ انسان کو صرف خدا پر بھروسہ کرنا چاہیے، وہ رزاق مطلق ہے اور روزی دینا اس کی ذمہ داری ہے۔ آپ نے اس پر نہایت مفصل اور

مدلل بحث کی ہے۔

اس کی ابتدا اس جملے سے کرتے ہیں:

اعلم أن العلم يورث الحال، والحال يثمر الاعمال، وقد يظن ان معنى التوكل ترك الكسب بالبدن و ترك التدبير بالقلب والسقوط على الارض كالخرقه الملقاة و كاللحم على الوضم وهذا ظن الجهال، فان ذلك حرام فى الشرع ۴۴؎

جاننا چاہیے کہ علم ایک کیفیت پیدا کرتا ہے اور کیفیت سے اعمال صادر ہوتے ہیں بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ توکل کے معنی یہ ہیں کہ اکتساب معاش کے لیے نہ ہاتھ پاؤں ہلائے جائیں نہ کوئی تدبیر سوچی جائے بلکہ آدمی اسی طرح بے کار پڑا رہے جس طرح چیتھڑا زمین پر پڑا رہتا ہے یا گوشت تختہ پر رکھا ہوتا ہے لیکن یہ جاہلوں کا خیال ہے کیوں کہ ایسا کرنا شریعت میں حرام ہے۔

توکل کی حقیقت پر آپ نے ایک نہایت بسیط مضمون لکھا ہے اور اس کے عام خیال سے مختلف معنی بیان کیے ہیں لکھتے ہیں:

توکل دراصل توحید کا نام ہے توحید کے اعتقاد سے ایک حالت طاری ہوتی ہے اور اس حالت کی وجہ سے وہ مخصوص افعال صادر ہوتے ہیں جن کی لوگ توکل سے تعبیر کرتے ہیں لیکن پہلے یہ سمجھنا چاہیے کہ توحید کے چار درجہ ہیں، زبانی اقرار، اقرار زبانی اور اعتقاد قلبی، کشف کے ذریعہ سے یہ مشاہدہ ہونا کہ تمام افعال ذات باری تعالیٰ سے صادر ہوتے ہیں اسباب اور وسائط کو کچھ دخل نہیں یہ مشاہدہ ہونا کہ عالم میں ذات باری تعالیٰ کے سوا اور کوئی چیز ہے ہی نہیں ان مراتب چہارگانہ میں سے دو پہلے مدارج کو توکل کے وجود میں کچھ دخل نہیں توکل کی ابتدا تیسرے درجے سے شروع ہوتی ہے یعنی جب بذریعہ کشف یہ محسوس ہونے لگتا ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کی علت صرف ذات باری ہے بیچ کے وسائط اور اسباب بالکل بے کار ہیں تو انسان کی یہ حالت ہوتی ہے کہ خدا کے سوا اور وسائط و اسباب اس کی نظر سے بالکل چھپ جاتے ہیں اس حالت میں وہ جو کچھ کہتا ہے خدا سے کہتا ہے جو کچھ مانگتا ہے، خدا سے مانگتا ہے اسی کا نام توکل ہے ۴۵؎

غرض یہ کہ امام صاحب نے توکل کی جو حقیقت و احکام بیان کیے ہیں وہ انسان کو کاہل بے دست و پائی سے دور رکھنا چاہتے ہیں۔

امام غزالی نے ''احیاء العلوم'' کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے اور ہر حصہ میں دس دس کتب ہیں۔

پہلا حصہ عبادات پر مشتمل ہے اس میں کتاب العلم، قواعد العقائد، اسرار الطہارۃ، اسرار الصلوٰۃ اسرار الزکاۃ، اسرار الصیام، اسرار الحج، آداب تلاوت القرآن وغیرہ ابواب کی تفصیل ہے۔

دوسرے حصے میں عادات کی تشریح ہے اس میں اہم بحثیں یہ ہیں۔ الاکل، نکاح احکام الکسب، الحلال

والحرام، صحبت ومعاشرہ، العزلۃ، سفر، سماع وجد، امر بالمعروف ونہی عن المنکر۔

تیسرا حصہ مہلکات کا ہے اس میں عجائب القلب، ریاضۃ النفس، آفات الشہوتین، آفات اللسان، آفات الغضب، ذم دنیا، ذم جاہ وریا وغیرہ مضامین کی وضاحت ہوئی ہے۔

چوتھا حصہ منجیات کہلاتا ہے ان میں جو مضامین بیان ہوئے وہ یہ ہیں توبہ، صبر شکر، خوف، فقر وزہد، توحید وتوکل، محبت وشوق مراقبہ وغیرہ۔

مراجع ومصادر

۱۔ اویسی فیض احمد: احیاء علوم الدین، مکتبہ رضویہ، ٹیامحل جامع مسجد دہلی ۱۹۹۹ء ج ا، ص ۳۷۔

۲۔ ایضاً ج ا، ص ۳۳۔

۳۔ نعمانی شبلی: الغزالی، دار المصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ ۱۹۹۷ء، ص ۶۰

۴۔ ندوی محمد حنیف: افکار غزالی، ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ لاہور ۱۹۵۶ء، طبع اول، ص ۵۳

۵۔ ایضاً ص ۶۰

۶۔ نعمانی شبلی: الغزالی ص ۴۶

۷۔ دائرۃ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور ۱۹۷۵ء ج ۶ ص ۴۲۱

۸۔ الغزالی: احیاء علوم الدین، کتاب آداب السماع والوجد، دار الکتب العلمیۃ بیروت۔ لبنان ۲۰۰۱ ج ۲ ص ۲۵۶

۹۔ الغزالی: احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلوٰۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔ لبنان ۲۰۰۱ء ج ا، ص ۱۴۲

۱۰۔ ایضاً ص ۱۴۴

۱۱۔ الغزالی: احیاء علوم الدین، کتاب ذم البخل وذم حب المال، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔ لبنان ۲۰۰۱ء ج ۳، ص ۲۳۱

۱۲۔ الغزالی: احیاء علوم الدین، کتاب العلم، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔ لبنان ۲۰۰۱ء ج ا، ص ۲۱

۱۳۔ الغزالی: احیاء علوم الدین، کتاب العلم، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔ لبنان ۲۰۰۱ء ج ا، ص ۲۲

۱۴۔ الغزالی: احیاء علوم الدین، کتاب التوحید والتوکل، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔ لبنان ۲۰۰۱ء ج ۴، ص ۲۳۲

۱۵۔ نعمانی شبلی: الغزالی، ص ۶۹

جناب محمد ظہیر الدین بھٹی

مصر کے مرد آہن صدر ڈاکٹر محمد مرسی کا تعارف

ولادت و تعلیم: ایک طویل مگر جان گسل اسلامی و عوامی جدوجہد کے بعد مصر کے منتخب ہونے والے پہلے صدر کا مکمل نام محمد مرسی عیسیٰ العیاط ہے، مگر محمد مرسی کے نام سے زیادہ مشہور ہیں۔ آپ 20 اگست 1951ء کو مشرقیہ کمشنری کے مرکز ممیا کے گاؤں العدوہ میں ایک عام سے خاندان میں پیدا ہوئے۔ والد کسان تھے۔ آپ والدین کے سب سے بڑے بیٹے ہیں، (والدین اب اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں) تین بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ اپنے علاقے میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد دار الحکومت قاہرہ گئے۔

آپ نے قاہرہ یونیورسٹی سے 1975ء میں بی ایس سی انجینئرنگ اور پھر یہیں سے 1978ء میں ایم ایس سی انجینئرنگ کیا۔ آپ کی تعلیمی قابلیت کے پیش نظر جنوبی کیلی فورنیا کی یونیورسٹی سے پروفیسر کروجر نے تعلیمی وظیفہ کی پیش کش کی۔ چنانچہ محمد مرسی نے 1982ء میں یہاں سے ڈاکٹریٹ کیا۔ آپ کے تحقیقی مقالہ کا عنوان تھا:

High temprerature Electrical Conductivity and Defect structure of donor-depal A123

ملازمت: آپ نے جامعہ قاہرہ کے انجینئرنگ کالج میں تدریس کی۔ یاد رہے کہ آپ نے 1975ء کے مابین ایک سال کے لئے مصری فوج میں بھی خدمات سرانجام دیں۔ آپ یونیورسٹی آف سدرن کیلیفورنیا میں معاون استاد رہے، پھر 1982ء اور 1985ء کے مابین امریکہ کی کیلیفورنیا یونیورسٹی نارتھ رج میں اسسٹنٹ پروفیسر رہے۔ آپ 1995ء سے 2010ء تک الزقازیق یونیورسٹی کے انجینئرنگ کالج میں پروفیسر اور صدر شعبہ رہے۔ آپ نے پہلے لاس اینجلس اور پھر طرابلس (لیبیا) کی الفاتح یونیورسٹی میں تدریس کی۔ آپ کے بیسیوں علمی و تحقیقی مقالہ جات ''معدنیات کی سطحوں سے عہدہ برآ ہونے'' کے موضوع پر چھپ چکے ہیں۔

شادی اور اولاد: 30 نومبر 1978ء کو آپ کی شادی محترمہ نجلا علی محمود سے ہوئی۔ آپ کے چار بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ آپ کے سب سے بڑے بیٹے احمد مرسی گزشتہ دو برسوں سے سعودیہ میں بطور ڈاکٹر کام کر رہے ہیں آپ کی صاحبزادی شیما نے B.Sc کیا ہے، وہ ڈاکٹر عبدالرحمٰن فہمی کی اہلیہ ہیں۔ عمر کامرس کالج کے آخری سال میں ہیں، جب کہ چوتھے اور آخری صاحبزادے عبداللہ ایف۔اے کے طالب علم ہیں۔

سیاسی جدوجہد: محمد مرسی اخوان المسلمون سے فکری و نظریاتی طور پر 1977ء میں، جب کہ تنظیمی لحاظ سے

1979ء کے اواخر میں وابستہ ہوئے۔آپ نے اخوان کے سیاسی شعبے میں بطور کارکن 1992ء سے کام کرنا شروع کیا۔آپ 1995ء کے پارلیمنٹ کے انتخابات میں امیدوار بنے۔2000ء کے الیکشن میں آزاد امیدوار تھے اور کامیاب ہوئے کیونکہ صدر حسنی مبارک نے اخوان کو الیکشن میں بطور جماعت حصہ لینے سے روک دیا تھا۔آپ نے اخوان المسلمون کے پارلیمانی گروپ کے سرکاری ترجمان کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔2005ء کے قومی اسمبلی کے الیکشن میں بڑی تعداد میں ووٹ حاصل کئے اور اپنے قریبی حریف سے بہت زیادہ ووٹ لیے،حکومت وقت نے دھاندلی یوں کی کہ ازسرنو گنتی کروانے کے بہانے،آپ کے مدمقابل کو کامیاب قرار دیا۔

آپ کو صہیونیوں کے خلاف مزاحمت کی کمیٹی ''شرقیہ گورنوریٹ'' کا رکن چنا گیا۔آپ کو جماعتوں،سیاسی قوتوں اور کارکنوں کی تنظیموں کی بین الاقوامی کانفرنس کا رکن بھی منتخب کیا گیا۔آپ ''صہیونی منصوب کی مزاحمتی کمیٹی'' کے بانی رکن بھی ہیں۔2009ء میں ڈاکٹر عزیز صدقی کے ساتھ مل کر آپ نے ''قومی محاذ برائے تبدیلی'' کی بنیاد رکھی۔ 2010ء میں ڈاکٹر محمد البرادعی کی معیت میں ''قومی جمعیت برائے تبدیلی'' قائم کی۔آپ نے ''جمہوری اتحاد برائے مصر'' کے قیام میں بھی شرکت کی۔یاد رہے کہ 2011ء میں اس محاذ میں 40 سیاسی جماعتیں اور تنظیمیں شامل تھیں۔اخوان کی مجلس شوریٰ نے 30 اپریل 2011ء کو آپ کو فریڈم اینڈ جسٹس پارٹی (FJP) کا صدر منتخب کیا۔یہ نئی پارٹی اخوان نے الیکشن کی خاطر قائم کی تھی۔عصام العریان اس کے نائب اور محمد سعد الکتاتنی جنرل سیکرٹری ہیں۔

مصائب اور قید و بند: آپ کو حریت و آزادی اور جمہوریت کی خاطر کئی بار جیلوں میں جانا پڑا۔18 مئی 2006ء کی صبح قاہرہ کی عدالت کے سامنے گرفتار ہوئے اور سات ماہ تک جیل میں رہے۔آپ پر قومی مظاہروں میں شریک ہونے کا الزام تھا۔آپ کے ساتھ اخوان کے 500 افراد بھی تھے۔10 دسمبر 2006ء کو رہائی عمل میں آئی۔

28 جنوری 2011ء یعنی ''جمعۃ الغضب'' کی صبح آپ کو گرفتار کر کے وادی النطرون جیل میں رکھا گیا۔ایسا 25 جنوری کے انقلابی عمل کے دوران ہوا۔آپکے ساتھ ضلعوں اور کمشنریوں کے سطح کے افراد و قائدین بھی گرفتار ہوئے۔حکومت انہیں نماز جمعہ میں شامل ہونے سے باز رکھنا چاہتی تھی۔30 جنوری کو عوام نے ان قیدیوں کو جیل سے رہا کیا۔کیونکہ انقلاب کے دوران جیل پولیس مفرور ہوگئی تھی۔محترمہ محمد مرسی نے اس موقع پر اپنی کوٹھری سے باہر نکلنے سے انکار کر دیا۔آپ نے فوراً متعدد ذرائع ابلاغ سے رابطہ کیا اور عدلیہ سے درخواست کی کہ انہیں جیل میں ہا ہر کہیں اور منتقل کیا جائے،گرفتاری کے اسباب بتائے جائیں اور قانونی پوزیشن واضح کی جائے،اس کے بعد ہی وہ جیل سے باہر نکلیں گے۔

انقلاب کے دوران محمد مرسی کے تین بیٹوں کو صدمات پہنچے۔2 فروری 2012ء بروز بدھ سیکورٹی فورسز کے 300 جوانوں نے آپ کے صاحبزادے عبداللہ کا گھیراؤ کیا' وہ اس وقت مسجد میں تھے'ان لوگوں نے تاوان کا مطالبہ کیا'ان کے بھائی اسامہ نے زرتاوان کا بندوبست کیا۔چونکہ گاڑیاں نہیں مل رہی تھیں'اس لئے وہ زرتاوان لئے پیدل

ہی چل پڑے۔ سیکورٹی والوں نے روک کر گرفتار کرلیا اور الزقازیق کے سیکورٹی کیمپ میں ایک درخت کے ساتھ 35 گھنٹوں کے لئے باندھ دیا اور ظلم وستم کا ہر حربہ آزمایا' پٹائی کی' ہڈیاں توڑ ڈالیں' لباس تار تار کردیا' زرتاوان چرالیا' دیگر رقوم اور شناختی کارڈ چھین لیا۔

محمد مرسی کے ایک اور صاحبزادے عمر اس روز ایک مظاہرے میں شریک تھے' سیکورٹی فورسز نے انہیں جلوس سے گرفتار کرکے گھسیٹا' وہ گر پڑے تو ان پر ڈنڈوں کی بارش کی' سر پر ڈنڈے مارے' وہ دو ہفتے تک بستر پر رہے۔

صدارتی انتخابات کے لئے تقرری: FJP نے مصر کے 2012ء کے صدارتی الیکشن کیلئے خیرت الشاطر کو اپنا امیدوار مقرر کیا' تاہم احتیاطاً 7 اپریل 2012ء کو محمد مرسی کو بھی اپنا صدارتی امیدوار متعین کردیا۔ یہ ایک احتیاطی تدبیر تھی تاکہ اگر حکومت قانونی موشگافیوں کا سہارا لے کر محترم الشاطر کو نااہل قرار دے تو مرسی FJP کے امیدوار ہوں۔

صدارتی الیکشن کمیٹی نے نہ صرف محترم الشاطر بلکہ نو اور امیدواروں کو 14 اپریل کو نااہل قرار دیا' اس وقت اخوان المسلمون اور FJP نے محمد مرسی کو اپنا نمائندہ برائے صدارتی امیدوار قرار دیا۔ مذکورہ کمیٹی نے پارٹی کے امیدوار کے طور پر ان کے کاغذات منظور کرلئے۔ چنانچہ محمد مرسی اور ان کے حریف احمد شفیق' سابق صدر حسنی مبارک کے آخری وزیر اعظم نے پہلا مرحلہ عبور کرلیا۔ دوسرے مرحلے کا آغاز خاصی تاخیر سے ہوا۔ سب سے پہلے محمد مرسی نے اپنی کامیابی کا اعلان کیا۔ اس کے جواب میں احمد شفیق نے بھی پریس کانفرنس میں اپنی کامیابی کا اعلان کردیا جس سے مصر کی سیاسی فضا سخت مکدر ہوئی۔

29 جون 2012ء بروز اتوار مصری صدارتی انتخابات کی کمیٹی نے دوسرے مرحلے میں محمد مرسی کو کامیاب قرار دیا انہوں نے کل ووٹوں کا 51.93 فیصد حاصل کیا' جبکہ ان کے مدمقابل احمد شفیق نے 48.3 فیصد ووٹ حاصل کئے' اپنی کامیابی کے اعلان کے چند ہی گھنٹوں بعد مرسی نے FJP کی صدارت اور جماعت الاخوان کے مکتب الارشاد کی رکنیت سے استعفیٰ دے دیا۔

منصب صدارت پر فائز ہونا: 30 جون 2012ء کو محمد مرسی نے جمہوریہ عربیہ مصر کے پانچویں صدر کا باقاعدہ طور پر عہدہ سنبھالا۔ آپ نے اعلیٰ دستوری عدالت قاہرہ کے سامنے حلف اٹھایا۔ پھر صدارتی کارواں نے قاہرہ یونیورسٹی کا رخ کیا' وہاں پر آپ نے مملکتِ مصر کی اعلیٰ قیادت' عوامی شخصیات' مختلف ممالک کے سفیروں وغیرہ سے سرکاری طور پر ملاقات کی اور خطاب کیا۔ پھر آپ نے ہائیکسٹیپ علاقہ کا رخ کیا اور مسلح افواج کے دستے کی سلامی لی۔ فوج کے سپہ سالار اعلیٰ جنرل محمد حسین طنطاوی اور انکے نائب ساتھی عنان' مسلح افواج کی اعلیٰ قیادت اور سرکاری افسروں سے ملاقات کی۔ یاد رہے کہ حسنی مبارک کو 11 فروری 2011ء کو منصب صدارت سے سبکدوش ہونے پر مجبور کردیا گیا تھا۔

عزائم: جامعہ قاہرہ میں اپنی تقریر میں نئے صدر نے مسلح افواج سے بیرکوں میں چلے جانے کا کہا۔ آپ نے منتخب

اداروں کو از سر نو بحال کرنے کا اعلان کیا' آپ نے مصر کا نیا آئین تیار کرنے کا عزم ظاہر کیا۔جس میں شہریوں کے حقوق کا تحفظ ہوگا اور اسلامی قوانین کے اجراء کی یقین دہانی کرائی گئی ہوگی۔آپ نے فوجی سربراہ طنطاوی کی طرف سے 2011ء میں منتخب ہونے والی عوامی پارلیمنٹ کو کالعدم قرار دینے کے فیصلے کی مذمت کی اور اسے بحال کرنے کے احکام صادر کئے۔یاد رہے کہ اس پارلیمنٹ کے ممبران کی اکثریت کا تعلق مرسی کی FJP اور دیگر اسلامی گروپوں سے ہے۔

سعودی عرب کے دورے کے موقع پر (11 جولائی 2012ء) آپ نے عرب ممالک سے خوشگوار تعلقات قائم کرنے کا عندیہ دیا۔14 جولائی 2012ء امریکی سیکرٹری آف اسٹیٹ ہلری کلنٹن نے صدر مرسی سے ملاقات کی۔ امریکہ نے مصر کے ذمے اپنا ایک بلین ڈالر سے زائد قرضہ معاف کرنے کا بھی اعلان کیا۔15، 16 جولائی کو آپ نے عدلیس ابابا میں افریقی یونین کی سربراہی کانفرنس میں شرکت کی۔17 سال کے بعد کسی مصری صدر کا ایتھوپیا کا یہ پہلا دورہ تھا۔30 جون 2012ء کا دن اس لحاظ سے اہم ہے کہ فیلڈ مارشل طنطاوی اور فوف کے سپہ سالاروں نے تاریخ مصر میں پہلی مرتبہ کسی ''سول'' شخص کو فوجی سیلوٹ کیا۔اس موقع پر نو منتخب صدر نے ناموسِ وطن کی حفاظت کرنے اور مصر کی مسلح افواج کا احترام از سر نو بحال کرنے کا اعلان کیا۔ (بشکریہ فرائیڈے اسپیشل ۱۷ تا ۲۳ اگست ۲۰۱۲)

(بقیہ صفحہ ۶۰ سے)

اُردو ادب کی ترویج میں ماہنامہ ''الحق'' کی خدمات

خاکہ نگاری کے حوالے سے بھی ماہنامہ ''الحق'' کی خدمات قابل تحسین ہیں۔''الحق''، کی تحریروں سے فن خاکہ نگاری کی رموز سے بخوبی اور مکمل آشنائی کا سامان میسر آتا ہے۔شاعری کے حوالے سے ماہنامہ ''الحق'' کی خدمات روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔حمد' نعت' مرثیہ' قصیدہ' آزاد نظم اور غزل گوئی جیسی اصناف پر اپنا پورزور قلم صرف کیا گیا ہے۔مختصر یہ کہ ماہنامہ ''الحق'' نے اردو ادب کی ترویج میں ایک بے مثال کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ماہنامہ ''الحق'' کی شاعری میں اگرچہ موضوعات کی تنوع' سنہرے مستقبل کی نوید' زندگی کے حقائق کی تلخیاں اور صداقتیں اور فطرت کا حسن نظر آتا ہے۔لیکن ساتھ ساتھ انسانیت کا دُکھ' بہتر دنوں کی نوید' جدوجہد اور محبت کی وارفتگی بھی اس کے ہاں موجود ہے۔ اس کی شاعری کو نیچرل شاعری کہا جاسکتا ہے۔جو اپنی زبان و بیان اور جذبات وخیالات کے اعتبار سے اپنے اندر ایک مانوسیت رکھتی ہے۔''الحق'' کی شاعری میں جن الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے وہ عام بول چال کے قریب ہیں اور جن خیالات و جذبات کا اظہار کیا گیا ہے اس کی تصدیق بھی عام بول چال میں ممکن ہے۔ماہنامہ ''الحق'' میں اُردو شاعری کی ایک آواز ابراہیم فانی کی صورت میں اُبھری۔اور اپنے لہجے کی سچائی سے اس نے پڑھنے والوں کو متاثر کیا۔

یوں اردو ادب کی ترویج میں ماہنامہ ''الحق'' کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا اور بلاشبہ یہ اردو ادب کی ترقی میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

جناب ریحان اختر

جنگ کا داعی امن کا مبلغ کیسے ہوسکتا ہے؟

جنگ ہر وقت ہوسکتی ہے ہر بات پر ہوسکتی ہے جنگ کے دوران ہر ناجائز کام کو جواز کا پروانہ جاتا ہے۔ جنگ کے بعد فاتح قوم، مفتوح قوم کے ساتھ جو سلوک چاہے روا رکھ سکتی ہے۔ اس نے صرف ایک پیمانہ بنالیا ہے کہ حالات کا جو تقاضا ہے اس کو کر گزرو۔ حالانکہ یہ تمام تر حالات اسی کے ذہن و دل کی اختراع، اسی کے پیدا کردہ ہوتے ہیں، گویا اس کے فیصلہ میں ذاتی مفاد اور منصب، اقتدار اور ملک ہی کارفرما ہوتے ہیں آخری فیصلہ کن حیثیت صرف اسی ایک چیز کو حاصل ہوتی ہے اور وہ چیز ہے طاقت وقوت، اگر تم طاقتور ہو تو سب کچھ کرسکتے ہو، پوری دنیا کو اپنی غلامی کی زنجیروں میں جکڑ سکتے ہو، بے قصور انسانوں کے گلے میں غلامی کا طوق ڈال کر اپنی غلامی پر مجبور کرسکتے ہو۔ اور اپنے خوفناک جدید اسلحوں کے ذریعہ سبز و شاداب ملکوں کو کھنڈر بنا سکتے ہو۔ اور دنیا پر خونی جنگوں کو مسلط کرکے اپنے اسلحہ کا بیوپار کرسکتے ہو۔ لیکن یورپ طاقت کے نشہ میں اپنے مغروریت کا یہ خواب پورا نہیں کرسکے گا۔ جب کہ یورپ اپنے اسی خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لیے سرگرداں ہے اور دنیا کے ہر جنگی وسائل کو استعمال کرکے تھکا دینے والے راستے پر چل پڑا ہے۔

اسلامی جنگوں کے علاوہ جتنی بھی جنگیں ہوئیں ان تمام جنگوں نے دنیا میں سبز و شادابی نہیں لائی بلکہ اس کو چٹیل میدان بنادیا۔ معصوم انسانون کو عیش و آرام، سکون و اطمینان نہیں ملا بلکہ ان کی پرسکون زندگی اضطراب و بے چینی کا شکار ہوگئی۔ اور یہ لوگ خوف و ہراس کے ذہنی مریض ہوگئے۔ فتنہ فساد، بے چینی و بے قراری، بدامنی وفساد ظلم و جبر کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا۔ اس کے حصے میں کچھ نہیں آیا۔ پچھلی عالمگیر جنگوں نے اور عراق وافغانستان و پاکستان کی جنگوں نے اور جس ملک پر بھی جنگی بادلوں نے برسات کردی ان کا کیا حال ہے اور جس ملک وقوم پر یہ جنگی بادل سایہ بن کر ٹہل رہے ہیں ان کا کیا حال ہوگا، یہ خدا جانے، پچھلی جنگوں نے کیا دیا، صرف یہ ہے کہ اس جنگ کا ہر فریق بذات خود اپنے اپنے مقام پر تہذیب وتمدن کا داعی اخلاق و کردار کا معمار، انسانیت و شرافت کا معلم، عدل و انصاف، رواداری کا علمبردار اور اخوت و مساوات کا پیکر عظیم سمجھتا تھا لیکن دنیائے تہذیب انسانی کے استادوں کو کس رنگ میں دیکھا؟ کس حال میں پایا؟

امن کا علمبردار کہنے والا اور پوری دنیا سے زہریلے قسم کے اسلحے کا بیوپار کرنے والے "امریکی تاریخ پر ایک سرسری اور طائرانہ نظر ڈالتے ہوئے چلیں جس سے ہمیں آج کے انسانیت کے علم بردار امریکہ کی تاریخ کو سمجھنے کا پورا پورا موقع مل

سکتا ہے۔انیس ویں صدی کی دوسری دہائی میں تاریخ کو ایسے دلدوز و ہیبت ناک مناظر دیکھنے کو ملے جس کی تاریخ کو رقم کرنے میں امریکہ کا اہم کردار رہا ہے۔۱۹۱۶ء میں پہلی جنگ عظیم میں کل ۱۶ ممالک نے حصہ لیا۔صرف ترکی ایسا واحد ملک تھا جس نے اس خونی جنگ سے اپنے کو کنارہ کش رکھا اور اس جنگ عظیم کا حلیف بننے سے انکار کردیا۔سربیا کے ایک قوم پرست اور آسٹریا اور ہنگری کے ولی عہد فرانس فرڈی ننڈ کے قتل سے شروع ہوئی۔۱۹۱۶ء میں شروع ہونے والی پہلی جنگ عظیم نے ۸۵ لاکھ ۸۲ ہزار ۸۰۰ سے زیادہ انسانی جانوں کو لقمہ تر بنالیا۔۱۹۱۸ء میں یہ جنگ اپنے اختتام پر پہنچی۔۱۹۳۹ء میں شروع ہونے والی دوسری جنگ عظیم میں کل ۲۷ ممالک نے حصہ لیا اور یہ سب کے سب غیر مسلم تھے۔اور اسی دوران انسانیت سوز سانحہ ہیروشیما بھی دیکھنے میں آیا جس میں آج کی دنیا کے انسانیت کے علم بردار امریکہ نے ایک ایٹم بم کے ذریعہ لاکھوں انسانوں کو سوختہ کرڈالا، جہاں کی فضا پر اب بھی موت کا سناٹا چھایا ہوا ہے۔ جہاں ماہرین سائنس جا جا کر ابھی تک تجربہ کرتے ہیں کہ یہ شہر کب سابقہ پر لوٹ سکے گا۔بات اس پر ختم نہیں ہوئی تین دن کے بعد ۹ راگست ۱۹۴۵ء کو ایک ایٹم بم جاپان کے شہر ناگاساکی پر گرادیا اور آن کی آن میں ۴۸ ہزار سے زائد انسانوں کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا ڈالا۔اور دوسری جنگ عظیم میں ۳۹ لاکھ ۴۰ ہزار انسان موت کے گھاٹ اتار دیے گئے۔

۱۹۴۵ء میں ہی چین پر ڈھائی سو طیاروں کی مدد سے دو لاکھ پونڈ بارود برسا کر موت کا رقص عام کیا۔اسی طرح وقتے وقتے سے مختلف ممالک امریکی جارحیت کا نشانہ بنتے رہے۱۹۵۰ء میں امریکہ نے کوریا پر چڑھائی کردی ۱۹۵۴ء میں گوئٹے مالا کو نشانہ بنایا۔۱۹۵۸ء میں امریکہ فوجیں انڈونیشیا میں داخل ہوگئیں۔۱۹۶۰ء میں کیوبا میں ۱۹۶۴ء امریکہ اور ویتنا کی جنگ نے ۵۴ ہزار سے زائد انسانوں کی موت کی لپیٹ میں لے لیا، اس جنگ کا ایندھن بننے والوں میں بڑی تعداد عورتوں اور بچوں کی تھی جو یہ نہیں جانتے تھے کہ ان کا جرم کیا ہے، کس جرم کی پاداش میں انہیں موت کی نیند سلایا جارہا ہے۔۱۹۶۵ء میں پیرو میں، اور ۱۹۷۳ لاؤس میں، ۱۹۷۵ء میں عراق ۱۹۹۸ء میں سوڈان ۱۹۹۹ء میں یوگوسلاویہ۔ان تمام جنگوں کے بعد سوچا جانے لگا کہ شاید اب امریکی انسانیت جاگ اٹھی ہے اور دنیا امن و آشتی کا گہوارہ بن جائے، امن و امان کا بول بالا ہوجائے لیکن ضمیر فروش، مردہ دل جسم میں انسانیت تھی ہی کہاں جو جاگتی۔ بالآخر ۷ را کتوبر ۲۰۰۱ء میں افغانستان اور عراق میں اور فی الحال پاکستان کے نواحی علاقوں میں ڈرون حملہ کرکے معصوم کے خون کو چوس رہا ہے۔اور پورا عالم اسلام تماشائی بن کر دیکھ رہا ہے۔اس نے اپنی درندگی و سفاکیت کا ایسا ننگا کھیل کھیلا کہ روئے زمین کانپ اٹھی یہ ہے امریکہ کی جنگی تاریخ۔

مہابھارت اور رامائن کی جنگوں میں کروڑوں انسانوں کو کس تقدس کی بھینٹ چڑھا دیا گیا، ۱۴۸۰ء سے جنگ عظیم دوم تک ۲۷۸ جنگوں میں سے ۱۴۵ عالمی ۶۰ سامراجی ۷۸ شہر نوعیت کی حامل تھی۔

(Wright Q.A study of war p 64f)

نویں صدی میں واٹلنگ حملوں کے بعد تیس سالہ جنگ کی تباہ کاریوں اور تشدد کی مثال نہیں ملتی، مسلسل تباہ کاریوں نے قحط اور متعدی امراض کو جنم دیا، مردم خوری روز کا معمول بن گئی تھی۔ عام طور پر یہ مقتول مجرمین کی لاشیں ہوتی جو تناول کی جاتیں اور الساک میں تو قیدیوں کو خوراک کی خاطر ہلاک کیا گیا۔ مدتوں مورخین یہ خیال کرتے رہے کہ جو جرمن بولنے والے تین تہائی افراد مارے گیے اور سب کے اندزوں کے مطابق (Encyclopaedia Britania Vol:23 P31) جنگ عظیم میں کم سے کم ایک کروڑ افراد ہلاک ہوئے اور دو کروڑ کے قریب زخمی ہوئے۔ (The Columbia, Viking Pesk Encyclopaedia P:1076)

ہٹلر کی نازیت، روس کی اشتراکیت، برطانیہ اور امریکہ کی انسانیت نوازی و بشر دوستی یہ تمام جلوے ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں اور تاریخی صفحات نے اس کو محفوظ کرلیا ہے، امن کے زمانے میں انسانیت کے بلندترین ''مینارہ بابل'' پر نمودار ہوکر وعظ و تلقین کرتے تھے ار جنگ کے زمانے میں انکے بندہ تلقین کی آوازیں آتشی بموں، بھیانک توپوں و ٹینکوں، اور ہلاکت آفریں ہتھیاروں کے حوالے ہوجاتی ہیں، انھوں نے خود اصول بنائے اور توڑ دیے، انہوں نے خود میثاق وعہد نامے لکھے اور پھر بے تکلفی اور بے پروائی کیساتھ خاک تلے دبادیا۔ جنگ نے دنیا کو کیا دیا اس کی وضاحت و صراحت اور مفصیل روشنی ڈالتے ہونے مولانا ابولکلام آزاد اپنی کتاب اسلام کے نظریہ جنگ میں رقم طراز ہیں۔

''موت وہلاکت کے وہ ضروب رقاب الامم، تباہی و بربادی کے وہ حروب قتال الملل جو خون کی رگوں اور گوشت کے ریشوں کے اندر سے انسان کی جانوں کو کھینچ لیتے ہیں، پھر آبادیاں اجاڑ اور زندگیاں ہلاک ہوجاتی ہیں وہ ارواح حروب وضروب جو زندگی کے موت اور آبادی کے ویرانی کا دروازہ عجلت اور جلدی سے کھول دیتی ہیں، وہ ہلاک و موت کی عظیم الشان ہستیاں جن پر انسان پاش توپیں لدی ہوئی اور آگ اور خون کے خونخوار درندے سوار ہوتے ہیں اور جو سمندروں میں تیرتی پھرتی ہیں اور ایک دوسرے سے بازی لے جانا چاہتی ہیں۔

پھر آن کی آن میں آتش جنگ کے شعلے خرمت امن کو جلا کر ان کو خاکستر کا ڈھیر بنادیتے ہیں، اور انسان صورت بھیڑیئے ہر طرف پھیل جاتے ہیں اور مظلوم انسانوں کو چیر پھاڑ کر موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں۔ انسان کی سوئی ہوئی بہیمیت وسبعیت جاگ اٹھتی ہے اور وہ اشرف المخلوقات صورت میں انسان ہوتا ہے، مگر خواہشوں میں بھیڑیا بن جاتا ہے، مجلسر اؤں متمدن انسان ہوتا ہے مگر میدان میں جنگی درندہ بن کر اپنے ہی ہم جنس کو پھاڑتا ہے وہ اپنے ہاتھ پاؤں سے اشرف المخلوقات اور اپنی روح بہیمی میں دنای کا سب سے زیادہ خونخور جانر ہوجاتا ہے''۔ یہ ہے دنیا کی مشتعل وشعلہ انگیز لڑائیوں کا منظر نامہ جن کے پیچھے نفس بھی کی طاغوتی طاقت ہوتی ہے۔

جناب محمد عدنان زیب
ریسرچ سکالر ایم فل اردو

اُردو ادب کی ترویج میں ماہنامہ ''الحق'' کی خدمات

دنیا کے ہر خطے میں ادب کی تخلیق و ترویج کی ضمانت اس کے ادبی رسائل اور ان کے مدیران کے نظریات اور رویوں پر منحصر ہوتی ہے۔ معیاری ادبی رسالے ملک کی تہذیبی اور معاشرتی انفرادیت کے نمائندہ ہوتے ہیں۔ ابتدا میں ہر ادبی ماہنامے کو کم و بیش ایک ہی طرح کے مسائل اور مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ دوسری طرف اگر مذہبی رسائل نے دینی خدمات سرانجام دی ہیں تو اس کے ساتھ ساتھ ادبی حوالے سے بھی بہت کام کیا ہے۔ ان رسائل کے مدیران نے ادبی رسالوں کی آبیاری کے لیے شبانہ روز محنت کی اور ہر قسم کی قربانی کے لیے ہر لمحہ تیار رہے۔

اگر ادبی تاریخ میں اپنے آپ کو جان جوکھوں میں ڈالنے والے اور پروانہ وار قربان ہونے والے اہل جنون موجود نہ ہوتے تو آج ادب کا نام نشان تک نہ ہوتا۔ نہ کوئی اس کا نام لیوا موجود ہوتا ادبی رسائل کی پہچان تک ناممکن ہوتی مختلف بے بیش بہا ادبی رسائل سے ملک کی آراستہ لائبریریاں جو نئی نسل کو درس تپش دے رہی ہیں ناپید ہوتیں۔ قیام پاکستان کے بعد سینکڑوں رسالے ادبی افق پر طلوع ہوئے اور ان سب رسائل نے ادب کے صحت مند رجحانات پیدا کرنے کی کوشش کی لیکن جو دشوار اور کٹھن کام ہے اور ادب پر اپنے اثرات ثبت کرنے کے لیے جس طویل جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے اس کے لیے بڑے صبر اور مستقل مزاجی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ماہنامہ ''الحق'' ادبی رسائل کا بھی حصہ ہے اور مذہبی رسائل میں بھی اس کو بے پناہ مقبولیت حاصل ہے۔ اور خوب سے خوب تر کی تلاش کی طرف ایک مثبت قدم بھی۔ اس تجربے نے ادب پر کیا اثرات مرتب کئے ہیں اس کا فیصلہ تو آنے والا وقت کرے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ اردو ادب میں مخصوص مزاج پیش کرنے میں ماہنامہ ''الحق'' کہاں تک کامیاب ہوا ہے؟ یہ بات بھی ارباب نقد و ادب کے بے لاگ تبصرے کے بعد ہی سامنے آئے گی۔

ملک کے طول و عرض اور خصوصاً خیبر پختونخوا کے معاصر مذہبی، علمی اور ادبی رسائل کی ایک خاص تعداد کے مطالعے سے یہ اندازہ ضرور ہوتا ہے کہ ماہنامہ ''الحق'' نے اپنی باقاعدہ اشاعت سے اردو ادب کے خصوصی مزاج کی ترقی و ترویج کا بھرم رکھنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ آج کے سائنسی اور برق رفتار دور میں جہاں اور بہت سے فنون لطیفہ ریڈیو، ٹی وی، انٹرنیٹ اور اخبارات کے سہارے ترقی پا رہے ہیں وہاں ادب بھی انہی ذرائع ابلاغ کا شاید محتاج ہو کر رہ

گیا ہے مگر اس کے باوجود جو ادبی اور مذہبی جریدے باقاعدگی سے شائع ہو رہے ہیں ان میں ماہنامہ ''الحق'' اپنے منفرد معیار اور مزاج کے حوالے سے خصوصی اور نمایاں مقام کا حامل ہے۔ ماہنامہ ''الحق'' ایک علمی، مذہبی، تحقیقی اور ادبی جریدہ ہے جسے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ نے اکتوبر ۱۹۶۵ء میں پروان چڑھایا۔

آج کی علمی محفل میں چمنستانِ حقانیہ کی تصنیفی، تالیفی، علمی و قلمی اور اشاعتی خدمات روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ ماہنامہ ''الحق'' ایک دقیع اور انفرادی مزاج کا حامل ادبی جریدہ ہے۔ یہ انسانی کردار و عمل اور اس کے علمی، ادبی اور فکری نظریات کا حامل پرچہ ہے جس نے فکری و نظری مقالات و مضامین کے علاوہ اقبالیات، سفرنامہ، سوانح اور نظم و نثر کی کئی دوسری اصناف پر طبع آزمائی کی۔ ماہنامہ ''الحق'' نے اسلامی ادب اور اقبالیات پر لکھنے والوں کی ایک جماعت پیدا کی۔ اس نے اسلامی ادب اور اقبالیات کا دامن اپنی تحقیق کے نادر نمونوں سے بھر دیا۔ اس پرچے نے جس طرح اسلامی ادب کی شناخت کو معیار مہیا کرنے میں جس قدر کوششیں کیں وہ نظریاتی ادب کے حوالے سے اردو ادب کا قیمتی سرمایہ ہیں۔ ماہنامہ ''الحق'' کی مجموعی خدمات کا مختصر ترین احاطہ کیا جائے تو اس نے جہاں نظریہ اسلام کی عمیق محبت اجاگر کی وہاں ادب کو بھی فروغ دیا۔ اس نے اسلامی ادب کی مباحث کے ذریعے وطن عزیز کی نظریاتی سرحدوں کا ڈٹ کر باوجود نامساعد حالات کے مقابلہ کیا اور ممکنہ حد تک تحفظ کیا۔ بہت بڑے شاعر، مورخ اور محقق جو گزرے ہیں، ہمارے اکابر بڑے اعلیٰ درجے کا ادبی ذوق رکھتے تھے ماہنامہ ''الحق'' نے ایمانیات کی حد تک اصناف ادب میں سے حمد و نعت کو اعلیٰ اور ارفع درجہ دیا۔ ماہنامہ ''الحق'' کی تمام اشاعتوں کا مطالعہ کرنے سے خواہ ان کا تعلق ابتدائی ادوار سے ہو یا موجودہ دور سے قاری بغیر کسی تذبذب کے یہ کہہ سکتا ہے کہ جس طرح مسلمان کی تمام زندگی میں تعلیم و تربیت اسلام کے بنیادی ماخذ قرآن اور سنت رسول یعنی حدیث پاک ہے بالکل اسی کے مصداق ماہنامہ ''الحق'' نے اپنی مذہبی اور ادبی اڑان کے دو بنیادی ماخذ بھی حمد و نعت اختیار کیے ہیں

جو ایک نظریاتی انسان کی تربیت کے لیے ضروری قرار دیئے جاسکتے ہیں۔

پاکستان جسے ایک مخصوص مقصد کے لیے حاصل کیا گیا ہے کو ایسے شہریوں کی ہمہ وقت ضرورت تھی اور شاید اب بھی ہے، جو اس کی آفاقی سوچ اور فکر کو نہ صرف خود سمجھ سکیں بلکہ تعلیم و تعلم کی بنیاد پر ہر شہری کو مثالی انسان بنانے میں ممد و معاون ثابت ہوسکیں۔ اس احساس کو ماہنامہ ''الحق'' کے مدیر اعلیٰ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ کے دردمند دل نے پوری شدت کے ساتھ محسوس کیا اور اس کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ''الحق'' کے اجراء کو ضروری بلکہ ناگزیر تصور کیا۔ شیخ الحدیث ؒ اس مجلّے کے ذریعے وہ کام لینا چاہتے تھے کہ یہ مجلّہ تعلیمات اسلامی سے مزین اور بھرپور راہنما کردار معاشرے کو مہیا کرے۔

''الحق'' نے ابتدا ہی سے تعمیری اور نظریاتی انداز اپناتے ہوئے حمد و نعت سے مسلمانوں کے دلوں کو گرمایا۔

تازہ مسائل سے عوام اور حکومت کو باخبر رکھا۔ تازہ ترین صورتحال سے اپنے قارئین کو آگاہ رکھا۔ علمی، روحانی، سیاسی اور ادبی شخصیات کے تذکرے چھاپے۔ اسی طرح ملک کے شہریوں کی مذہبی، علمی، روحانی، سیاسی اور ادبی تربیت پروان چڑھانے اور مثبت رجحانات پیدا کرنے میں ایک بھرپور کردار ادا کیا۔

''الحق'' نے قومی اور بین الاقوامی شخصیات کی تصنیفات کا تذکرہ بھی شائع کیا۔ اس کے علاوہ ''الحق'' نے زندگی کے ہر قول و فعل کو مقصدیت کے تابع رکھنے کی بھرپور کوشش کی اور عملاً اس کے لیے قلمی جہاد بھی کیا۔ ماہنامہ ''الحق'' کا ایک اور کارنامہ اقبالیات سے عوام کو روشناس کرانا ہے۔ فروغ فکر اقبال کے سلسلے میں بھی ماہنامہ ''الحق'' کی خدمات قابل تحسین ہیں اور ''الحق'' نے اپنے فکری سفر میں اس کو فکر اقبال ہی سے سجایا ہے۔

تنقید کا لفظ عربی کا ہے اور اردو ادب میں بھی عرصہ سے مستعمل ہے اس کے معنی اپنے اندر بہت وسعت رکھتے ہیں۔ نقاد وہ فرد ہے جس سے عمل تنقید انجام پاتا ہے۔ نقاد کے فرائض و ذمہ داری میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ کسی بھی ادب پارے کے محاسن و معائب کا تجزیہ کرکے پورے خلوص اور صداقت کے ساتھ رائے قائم کریں اور رائے کا معقول، موزوں اور مناسب طور پر اظہار بھی کریں۔

ماہنامہ ''الحق'' نے اپنی اشاعتوں میں تنقید کے ہلکے پھلکے انداز کو رواج دیا ہے۔ تنقیدی مقالات بھی لکھے جاچکے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ''بحث و نظر اور مطالعہ و تبصرہ'' کے عنوانات کے تحت فن تنقید کا فروغ و ارتقاء رسائل و جرائد کی بساط تک جاری و ساری ہے۔ شخصیات کے حوالہ سے بہت سی تحریروں پر تجزیات کیے جاتے ہیں جو ایک حد تک مقاصد تنقید کو پورا کرنے میں مدد دیتے ہیں

ماہنامہ ''الحق'' کی تحریروں میں بہت روانی ہے، زبان و بیان سادہ اور سلیس ہے۔ تنقید کو اس خوب صورت اور عام فہم انداز میں استعمال کیا جو بالکل فطری محسوس ہوتی ہے۔ ماہنامہ ''الحق'' نے ایک طرف ہمہ جہت موضوعات کو قاری کی دسترس تک پہنچایا ہے تو دوسری طرف تنقید جیسے بنیادی نوعیت کے اعتباری و فکری موضوع پر بھی گرانقدر خدمات انجام دی ہیں۔

''الحق'' کی اشاعتوں میں مقالات تنقید کے علاوہ ایک اور عنوان ''تبصرہ'' کے تحت کتابوں پر تبصرہ کیا جاتا ہے۔ ''الحق'' نے اس کی اہمیت و افادیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی اشاعتوں میں ایک گوشہ مخصوص کررکھا ہے جو ہر شمارہ کو پرکشش بنانے میں ممد و معاون ثابت ہوتا ہے۔ ''الحق'' کی اشاعتوں میں تبصرہ کا گوشہ کافی اہمیت کا حامل ہے اس باب میں شعری کاوشوں، نثر پاروں اور تنقیدی کتب سب پر مقتدر اہل علم و فن کے تبصرے اور تعارف موجود ہیں۔ ماہنامہ ''الحق'' نے سیرت پاک پر لکھی گئی کتب کی ہر حالت میں نہ صرف پذیرائی کی بلکہ محبت اور عقیدت و احترام کا مظاہرہ کرتے ہوئے موزوں و مناسب توقیر دینے کا بھی اہتمام کیا ہے۔ (بقیہ صفحہ ۵۶ پر)

جناب شفیق الدین فاروقی

دارالعلوم کے شب وروز

دارالعلوم کے نئے تعلیمی سال کا آغاز اور افتتاحی تقریب:

الحمدللہ ۵ ؍ستمبر ۲۰۱۲ء بروز بدھ کو دارالعلوم کے نئے تعلیمی سال کا باقاعدہ آغاز ہوا۔اس سے قبل دارالعلوم کے تمام درجات میں کثیر تعداد میں خالصتاً میرٹ اور وفاق المدارس کی اسناد کی بنیاد پر داخلے ہوئے اور باوجود سخت امتحان (انٹری ٹسٹ) اور قواعد وضوابط کے صرف شعبہ درس نظامی میں تین ہزار سے زائد طلباء کے اس سال الحمدللہ داخلے مکمل ہوئے۔جن میں صرف دورہ حدیث کے طلباء کی تعداد ہزار سے زائد ہے جب کہ وسائل کی کمی اور حالات کی خرابی کی وجہ سے نہایت سخت قیود وشرائط کا لحاظ رکھا گیا تھا۔افتتاح کے موقع پر دارالعلوم کے تمام اساتذہ' مشائخ وطلباء ایوان شریعت (دارالحدیث) کے وسیع وعریض ہال میں جمع تھے۔حسب سابق پہلے اجتماعی طور پر قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا۔پھر اس کے بعد حضرت مہتمم مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے درس حدیث ترمذی سے باقاعدہ اسباق کا آغاز کیا۔اس موقع پر آپ نے طلباء سے فضیلت علم' علماء طلباء کی ذمہ داریاں' پابندی اوقات اور موجودہ نئے حالات میں دینی مدارس اور علماء و طلباء کو درپیش نئے چیلنجز کا مقابلہ کرنے کیلئے بھرپور علمی تیاریوں کے بارے میں نصیحت آموز اور سیر حاصل خطاب فرمایا۔ پھر نائب مہتمم حضرت مولانا انوارالحق صاحب مدظلہ نے تفصیلی اور ہدایات سے بھرپور جامع خطاب فرمایا۔دارالعلوم حقانیہ وفاق المدارس اور مولانا عبدالمجید صاحب (ناظم دفتر وفاق) کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ جنہوں نے ہزاروں طلباء کے اسناد کی تصدیق کے سلسلے میں دارالعلوم کے ساتھ مکمل تعاون کیا اور شفاف داخلوں میں دارالعلوم کی معاونت کی۔

حضرت مہتمم صاحب اور دیگر اساتذہ کرام کا سفر حرمین:

الحمدللہ امسال بھی حضرت مہتمم مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ' شیخ الحدیث حضرت مولانا مغفوراللہ صاحب' شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب' صاحبزادہ مولانا حامدالحق حقانی صاحب' مولانا سید یوسف شاہ' صاحبزادہ مولانا عرفان الحق صاحب' مولانا سیدالرحمٰن صاحب' مولانا مفتی شیر عالم صاحب' مولانا احسان الکریم صاحب' صاحبزادہ خزیمہ سمیع صاحب نے حرمین شریفین کی سعادت حاصل کی۔

دارالعلوم کے مخلصین کو صدمہ: دارالعلوم دیوبند کے قدیم فاضل شیخ الحدیث حضرت غریب اللہ' بانی و مہتممین دارالعلوم مجددیہ مانکی صوابی' پچانوے سال کی عمر میں انتقال فرماگئے۔موصوف جید عالم دین اور ممتاز مدرس اور نامور مذہبی شخصیت تھے۔حضرت مہتمم صاحب مدظلہ اساتذہ کے ہمراہ ان کے ہاں تعزیت کیلئے تشریف لے گئے۔ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے قدیم ممتاز' فاضل عالم دین حضرت مولانا غلام یحیٰ' ساکن قطب گڑھ شیر گڑھ مورخہ

۷راگست ۲۰۱۲ بروز منگل دوران رمضان کو طویل بیماری کے بعد اس فانی دنیا سے کوچ کر گئے۔ مرحوم جید مدرس، منتظم اور عربی نظم ونثر کے ماہر تھے۔ دارالعلوم حقانیہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ اور مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے انکے ساتھ عقیدت مثالی تھی۔ بیماری کے باوجود ہمیشہ ملاقات کیلئے تشریف لاتے۔ نائب مہتمم حضرت مولانا انوارالحق صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اوران کی خدمات کے سلسلے میں تفصیلی خطاب فرمایا۔ دارالعلوم کے مخلص اور الحق کے سابق رفیق خاص جناب کرنل (ر) اعظم صاحب کی اہلیہ طویل علالت کے بعد گزشتہ ماہ انتقال کر گئیں۔ ادارہ ان تمام مرحومین کے پسماندگان سے دلی تعزیت کرتا ہے۔

توہین آمیز فلم کے خلاف دارالعلوم کے طلباء کا احتجاجی مظاہرہ:

۱۶ رستمبر ۲۰۱۲ء کو دارالعلوم حقانیہ کے اساتذہ کی قیادت میں بعد از نماز عصر حالیہ توہین آمیز فلم کے خلاف احتجاجی مظاہرہ اور جلوس کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں کثیر تعداد میں علماء کرام، طلباء اور عوام الناس نے شرکت کی۔ جلسے سے مولانا حامد الحق حقانی ودیگر اساتذہ نے خطاب فرمایا۔

صحافیوں اور مہمانوں کی دارالعلوم آمد: گزشتہ ہفتے ملک کی معروف علمی، دینی وروحانی شخصیت حضرت مولانا محمد حسن صاحب، مہتمم جامعہ محمدیہ لاہور دارالعلوم تشریف لائے اور انہوں نے حضرت مولانا انوارالحق صاحب مدظلہ سے ملاقات کی۔ اسی طرح معروف ادیب ومحقق اور جامعہ احسان القرآن لاہور کے نائب مہتمم حضرت مولانا انیس احمد مظاہری دارالعلوم تشریف لائے اور حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے تفصیلی ملاقات کی۔ ۱۰راگست ۲۰۱۲ کو محترمہ مدیحہ طاہر صاحبہ جو دی نیشن امریکہ کیلئے لکھتی ہیں، نے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے ڈرون حملوں کے حوالے سے تفصیلی انٹرویو ریکارڈ کیا۔ ان کے ہمراہ اسامہ خلجی بھی تھے۔ اسی طرح اسلام آباد کے ایک پرائیویٹ پراڈکشن کمپنی کے مالک وسیم صاحب، لودھی صاحب اور رب نواز دارالعلوم تشریف لائے اور انہوں نے ''پاکستان میں جمہوریت'' کے موضوع پر اپنی ڈاکومنٹری فلم کیلئے مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے تفصیلی انٹرویو ریکارڈ کیا۔ اسی طرح حضرت مولانا مہتمم صاحب مدظلہ سے عالمی ادارہ برائے صحت WHO کے ایک نمائندہ وفد نے ملاقات کی جس کے سربراہ ایشیاء کے ریجنل ڈائریکٹر امیر عبدالرزاق الجزائری تھے۔ وفد میں جناب نوید سدوزئی اور ڈاکٹر سرفراز آفریدی شامل تھے۔

صاحبزادہ اسامہ سمیع کے ہاں بچی کی ولادت: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کے صاحبزادے اسامہ سمیع کے ہاں پہلی بچی رَغدہ کی ولادت ہوئی، جس سے خاندان حقانی میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ عقیقہ کے موقع پر حضرت مہتمم صاحب نے تمام اساتذہ دارالعلوم کے لئے دعوت طعام کا اہتمام کیا گیا۔ اور بچی کے نیک مستقبل کے لئے آخر میں دعا کی گئی۔

ادارہ

تعارف وتبصرہ کتب

کتاب: تذکرہ وسوانح خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ تالیف: مولانا عبدالقیوم حقانی

ضخامت: ۲۵۶ صفحات ہدیہ: ۳۰۰ روپے ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ

حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ اپنے دور کے مسلّم شیخ طریقت' مذہبی پیشوا اور علماء دیوبند سے نسبت رکھنے والی تمام دینی جماعتوں اور اداروں کے پشتیبان اور سرپرست تھے۔ آپ اسلاف اور قرون اولیٰ کے بزرگوں کی جیتی جاگتی تصویر تھے' محمد عربی ﷺ کی محبت اور عشق ان کی حیات مستعار کا عزیز ترین سرمایہ تھا' عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے وہ زندگی بھر کوشاں رہے' اس مشن سے وابستگی نے ان کے ارادوں کو توانائی اور حوصلوں کو برنائی عطا کی۔ دشمنان رسول کے خلاف انہوں نے ایک طویل جنگ لڑی اس راہ میں کئی مشکل مرحلے بھی آئے مگر ایک لمحے کے لئے بھی ان کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آئی۔ محمد عربیؐ کے فیض محبت نے ان کے دل میں خوف خدا کو اس درجہ راسخ کردیا تھا کہ وہ حکمرانوں اور سیاستدانوں کو پرکاہ سے زیادہ اہمیت نہ دیتے تھے۔ آج وہ ہم میں موجود نہیں لیکن ان کا ذکر خیر ان کے سوانح کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔ مولانا عبدالقیوم حقانی نے حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کی سوانح کو اپنے سیال اور ادب کی چاشنی سے معمور قلم سے امت کے سامنے پیش کردیا ہے۔

دفاع پاکستان کونسل کے چیئرمین اور جامعہ حقانیہ کے مہتمم شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق اکثر نجی محفلوں میں اپنے قابل فخر شاگرد مولانا عبدالقیوم حقانی کے بارے میں فرماتے ہیں "والنالہ التصنیف " یعنی اللہ نے مولانا حقانی کے لئے تصنیف وتالیف کے کاموں کو مسخر اور آسان کردیا ہے۔ مولانا حقانی نے اکابر کی سوانحات لکھنے کا جو زریں سلسلہ شروع کیا ہے وہ قابل داد اور لائق تحسین ہے۔ ان کی اس کاوش سے مسلمانوں کے عام طبقات اور نوجوان نسل کو بہت فائدہ پہنچ رہا ہے۔ ___ پیش نظر کتاب تذکرہ وسوانح خواجہ خان محمد گیارہ ابواب پر مشتمل ہے۔ کتاب پڑھنے کے قابل ہے اور عمل کے لئے سیڑھی کی مانند ہے۔ امید ہے قارئین اس کاوش کی قدر کریں گے اور کتاب خرید کر خود بھی مطالعہ کریں گے۔ اور احباب کو بھی تحفہ میں بھیجیں گے۔

کتاب: ہماری تعلیمی زبوں حالی تصنیف: مولانا سعید الحق جدون

ضخامت: ۱۶۰ صفحات قیمت: ۶۰ روپے ناشر: جدون پبلی کیشنز صوابی

ایک اچھا نصاب تعلیم وہ ہے جس میں حقیقی اسلامی علوم اور عصری ضروریات کا لحاظ رکھا گیا ہو' جو عصری تقاضوں سے ہم آہنگ اور زمانے کے حالات سے ہم آواز ہو' اور جیسے مخلص وذی استعداد اساتذہ پڑھانے والے ہوں' اسی نظام و

نصاب سے اچھے اور معیاری افراد تیار ہونے کی توقع کی جاسکتی ہے'اس حوالے سے دینی مدارس اور عصری تعلیمی اداروں یعنی سکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں کے نصاب ہائے تعلیم کا ہمیشہ اصلاحی وتنقیدی جائزہ لیتے رہنا ضروری ہے۔

زیرتبصرہ کتاب ''ہماری تعلیمی زبوں حالی......اسباب اور تدارک'' اس سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے' جس کی تالیف دارالعلوم حقانیہ کے ہونہار اور مایہ ناز فاضل مولانا سعید الحق جدون نے کی۔ مولانا موصوف کے قلم سے کئی کتابیں منصۂ شہود پر آئی ہیں ان کا ایک اہم اور زرین کارنامہ دارالعلوم حقانیہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب سے دوران درس سنے ہوئے زرین ملفوظات اور امالی جمع کرنا ہے۔ اس کتاب پر کافی حد تک کام ہو چکا ہے۔ انشاء اللہ عنقریب منظر عام پر آئے گی۔ زیرتبصرہ کتاب میں مولف نے دینی وعصری نظام ونصاب کا تنقیدی واصلاحی جائزہ پیش کیا ہے۔ ماشاء اللہ مولف نے نہایت عرقریزی سے کام لیا ہے۔ کتاب میں انہوں نے جو عناوین اور موضوعات منتخب کئے ہیں۔ وہ انتہائی جاذب اور دلکش ہیں۔ کتاب کی ثقاہت کے لئے دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کا اسم گرامی کافی ہے۔ جنہوں نے پیش لفظ کے زیرعنوان اپنے زریں خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: ''ہمارے ملک میں عرصہ دراز سے دو نظامہائے تعلیم چل رہے ہیں' اور اسی طرح دو ہی نصاب تعلیم ایک عصری علوم وفنون کا نظام ہے' اور دوسرا دینی مدارس میں پڑھایا جانے والا نظام تعلیم۔ ظاہر ہے کہ دونوں کے نصاب میں فرق ہے۔ جو حضرات عصری علوم سے آگاہ ہیں' وہ عصری علوم کے نظام اور نصاب سے مطمئن نہیں اور علماء دینی مدارس کے ماہر ہیں۔ وہ دینی مدارس کے نظام ونصاب تعلیم سے شکوہ کناں ہیں۔ ان تمام ناقدین کا نکتہ نظر یہ ہے کہ بلکہ ان کے درمیان قدر مشترک یہ ہے کہ یہ دونوں نظامہائے تعلیم عصری تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں اور نہ زمانے کے حالات سے ہم آواز اور موافق ہیں۔ اس لئے اس پر بحث وتمحیص کا سلسلہ جاری ہے' کچھ حضرات اس کے حق دلائل دیتے ہیں' اور بعض حضرات اس کے مخالف اپنا نکتہ نظم بیان کررہے ہیں۔ یہ بات بہت خوش آئند ہے کہ ہمارے جامعہ حقانیہ کے فاضل محترم مولانا حافظ سعید الحق جدون نے دونوں نظامہائے تعلیم اور ان میں پڑھائے جانے والا نصاب کا ایک حقیقت پسندانہ اور محققانہ جائزہ پیش کیا' اور ان دونوں نظاموں اور نصابوں میں جو سقم اور کمی ہے' اس کی نشاندہی کی اور جہاں جہاں بھی افراط وتفریط ہے اس کو بھی واضح کیا۔ امید ہے کہ اس موضوع پر کام کرنے والوں اور نصاب تعلیم سے وابستہ ذمہ داروں کے لئے اس مقام میں بہت کچھ مواد موجود ہے۔ ___ کتاب دو ابواب پر مشتمل ہے' باب اول میں سکولوں اور کالجوں کے نظام ونصاب کے بحران کے اسباب بیان کئے ہیں' اس باب میں تعلیمی پالیسی کی تیاری سے لے کر امتحانات کے نتائج تک ہر شعبے اور ہر ہر پہلو پر ماہرانہ اور دانشمندانہ انداز سے بحث کی ہے۔ بحث کا انداز انتہائی حد تک متوازن ہے۔ دوسرے باب میں درس نظامی کا تاریخی پس منظر بیان کرنے کے بعد درس نظامی پر اعتراضات کے مسکت جوابات دیئے گئے ہیں اور ساتھ ہی مدارس کے نصاب کی اصلاح کے لئے مختلف تجاویز پیش کی گئیں۔

اس سے دینی عصری علوم کے حامل افراد استفادہ کرسکتے ہیں' یہ کتاب اس قابل ہے کہ اس کو ہر دینی عصری لائبریری کی زینت بنایا جائے' یہ کتاب دارالعلوم حقانیہ کے مکتبہ ایوان شریعت میں دستیاب ہے۔

روح افزا اور کیا چاہیے!
ہر موسم کا مشروب
SHARBAT
ROOH AFZA
Brandstirr
ہمدرد
Brands of the year Award
IT'S ALL ABOUT CHAMPIONS
2011
SGS
SGS
Pakistan Standards
CSOC/L 105/2012

Regd No. P-90 Monthly "AL-HAQ" Akora Khattak

(پرشکوہ مجوزہ ماڈل) عظیم الشان تعمیری منصوبہ
جامع مسجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ
جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

1 لاکھ فٹ کورڈ ایریا۔ 3 منزلہ مسجد۔ کشادہ ہال۔ گیلریاں
وسیع صحن۔ تین اطراف سے برآمدے۔ بیسمنٹ میں دارالحفظ والتجوید کا قیام۔
الگ سیکشن برائے نماز خواتین
تخمینہ لاگت 20 تا 25 کروڑ

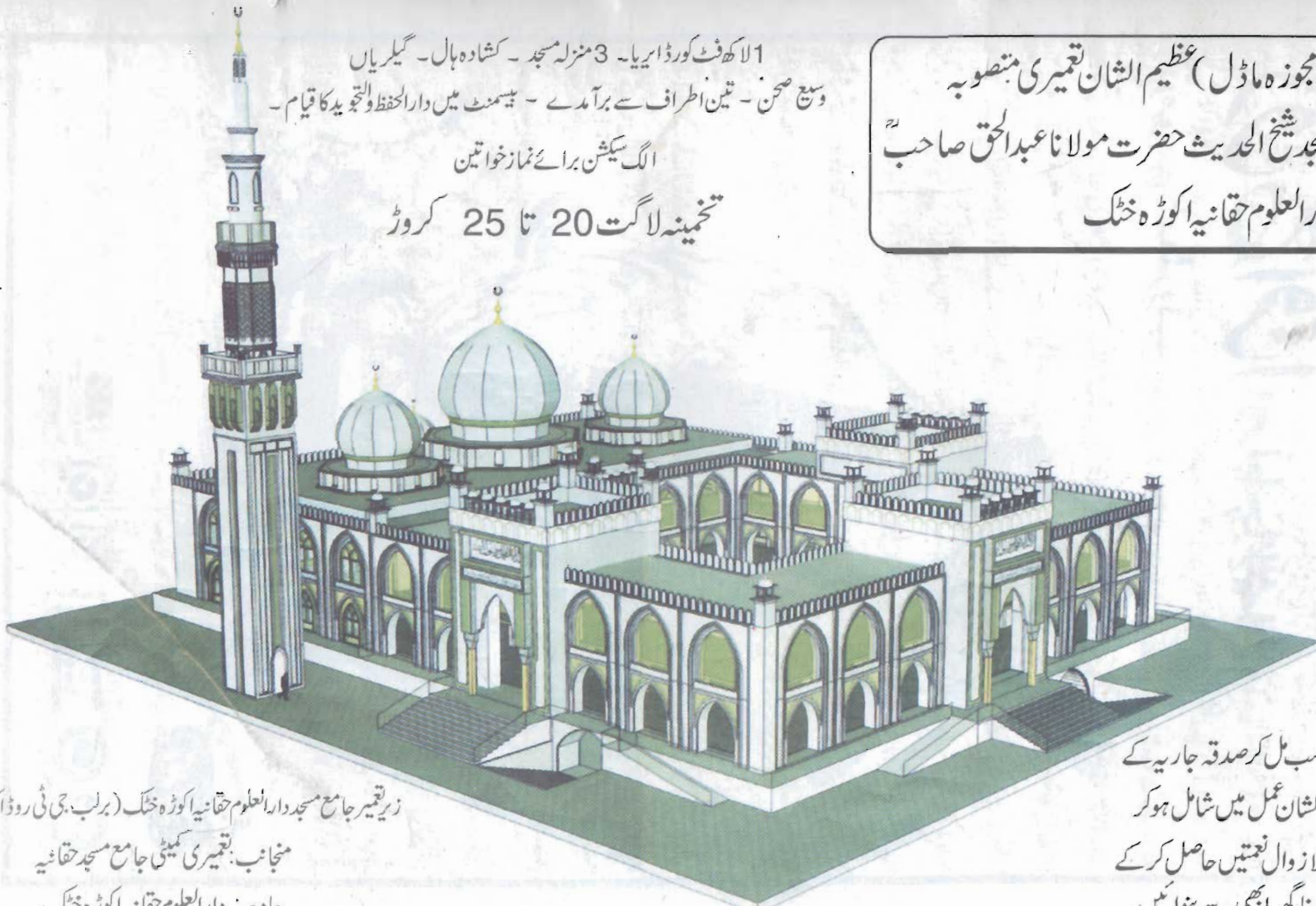

زیر تعمیر جامع مسجد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (برلب جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک)
منجانب: تعمیری کمیٹی جامع مسجد حقانیہ
جامعہ: دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

آئیں ہم سب مل کر صدقہ جاریہ کے
اس عظیم الشان عمل میں شامل ہو کر
آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کر کے
جنت میں اپنا گھر ابھی سے بنوائیں۔